ثمرۂ وصال

سلسلہ مطبوعات نمبر ۲۵
قریشی بکڈپو کوچہ چیلاں دہلی

خلوت صحیحہ
یا
شب وصال

پبلشر
حامد حسین قریشی فریدآبادی
مالک
رسالہ نئی روشنی و قریشی بکڈپو دہلی

(مطبوعہ آرمی پریس ۱۹۳۱ء دہلی)

طبع اول ایک ہزار

قیمت پختہ ۱۲ر

فہرست مضامین کتاب حصہ ۱

مسلمانوں کی زندگی

یہ کتاب مسلمانوں کو "عملی زندگی کے طریقے" بتائے گی۔ کہ دنیا میں کس طرح زندہ رہتے ہیں کیونکر دینی اور دنیوی ترقی حاصل کر سکتے ہیں۔ بچوں کو کیونکر زندگی گزارنی چاہیے۔ جوانوں کو کیا طریق عمل اختیار کرنا چاہیئے بڈھوں کو کیونکر جینا چاہیے۔ پہلے لوگ کس طرح زندگی گزارتے تھے ہماری کیا حالت ہے ہمارے بزرگوں کا کیا طریق تھا۔ ہمارا کیا طرز عمل ہے گذشتہ اور موجودہ زمانے کے مسلمانوں کے حالات کے توازن کے بعد مسلمانوں کو ایک صحیح لائحہ عمل بتایا گیا ہے یہ کتاب مسلمانوں کو پکا اور سچا مسلمان بنا دیگی جو مسلمان دین و دنیا کی خوشحالی چاہتے ہیں وہ اس کا مطالعہ ضرور کریں۔ مسلمان بچوں جوانوں اور بزرگوں کیلئے یہ کتاب خضر طریق ہے واعظین علماء اور صوفیاء بھی خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں

قیمت صرف ایک روپیہ چار آنے محصولڈاک ذری مختصر فہرست مضامین ملاحظہ فرمائیے۔

توحید اور اسلام	مسلمانوں کی رحمدلی	[illegible] کی تلاوت	نماز سے غفلت	دنیا پرستی
توحید کا اعلان	مرتے وقت اسلام کی تبلیغ	قرآن خوانی میں لذت	مسجد کا بیان	غیبت اور چغلخوری
محبت خدا	دودھ کی شہادت	قرآن پڑھنے والوں کی فضیلت	مسجدوں کی طرف سے غفلت	غیبت کی بیماری
توحید سے بے خبری	ایران میں تبلیغ	کلام اللہ کی عظمت	رمضان کے روزوں کا بیان	تکبر کا بیان
حضور کی محبت	حضور کی زیارت کا شوق	قرآن کریم سے غفلت	رمضان کی توقیر	ہماری خود پرستی
محبت کا امتحان	روضہ رسول کی زیارت	نماز کا بیان	روزہ کی برکت	فقراء کی خدمت
محبت میں جان دیدی	تبلیغ سے بے پروائی	حضرت ابو الحسن کی نماز	حج کا بیان	ہماری خدمت
مرنے کی خوشی	سنت رسول کی پیروی	پانچ وقت کی نماز کیون	ہمارے زمانے کے حاجی	ہماری خیرات
اطاعت کا جذبہ	شوق سنت	مقرر ہوئی	زکوۃ کا بیان	کسب معاش
محبت رسول اور ہم	حضور کی پیروی کا جذبہ	نماز نہ پڑھنے والا بلاؤں	ہماری زکوۃ دینے کی حالت	بیکاری اور افلاس کا دور
اسلامی محبت	حضور کی اتباع سے غفلت	میں گھر جاتا ہے	نفس کشی	قناعت و استغناء
حضرت بلال کا اسلام	قرآن کریم کی عظمت	نماز باعث راحت ہے	نفس پرستی	استاد کا ادب
بلال کی آزمائش	حضرت ابوبکر کی تلاوت قرآن	بے نمازی کی سزا	ترک دنیا	حق دوستی
کافروں کا ظلم و ستم		نمازیوں کی عزت		غربا پروری
				وعدہ کی پابندی

جنس لطیف

حسن کی جو کشش محبت کرنیوالوں کو عاشقی کا سرٹیفکیٹ دلاتی ہے اسکی برق پاشیاں عاشقوں کیلئے خواہ کتنی ہی قابل قدر کیوں نہ ہو لیکن اس میں شک نہیں کہ وہ ایک طرف عاشق کو اور دوسری طرف خود معشوق کو دائم المریض بنادیتا ہے جس کا نتیجہ اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب قدرت ان کو ایک دوسرے کا شریک زندگی بنادے۔ پھر یا تو لاولدی کی شکایت ہوتی ہے یا اولاد کی کمزوری اور کوتاہی عمر کی۔ یہی حال ان شوہروں اور بیویوں کا ہوتا ہے جو ایک دوسرے کے حد سے زیادہ گرویدہ ہوں۔ لہذا ان کیلئے "جنس لطیف" کیمیا کا اثر رکھتی ہے اس کے علاوہ جن کی اولاد زندہ نہیں رہتی ان کے زخمی دلوں کیلئے بھی اس پر عمل کرنا مرہم کا کام دیتا ہے مطالعہ ضرور کیجئے۔ قیمت صرف ایک روپیہ مختصر فہرست مضامین ملاحظہ فرمائیے:-

- آرائش محبت
- جنون محبت
- عاشق زار نوجوان
- ماں کا شیدا
- عصمت مآب تعلیم یافتہ خاتون
- اختناق الرحم (ہسٹیریا)
- ناقص تعلیم اور غیر معمولی ضبط جذبات
- ہسٹیریا کا علاج
- جذبات کی بیداری
- مباشرت کا سرسام
- غلمہ ہیجان رحم
- حیا سوز جذبات کا ہیجان

- ہیجان جذبات کا علاج
- اولاد کی تمنائیں
- بے اولادی کا سبب
- عورتوں کی باہمی مباشرت
- مذموم و دشمن حیات علت کے اسباب
- سن و مزاج میں لاولدی کا سبب
- پیکر جمال میں لاولدی کی نشانیاں
- شاہ فرانس کے ہاں شادی کے ۷ سال بعد اولاد
- تسکین بخش اور ہیجان انگیز اشیاء
- اعضاء تناسل کے جوش کو فرو کرنیوالی چیزیں
- بوالہوسی سبب مرگ
- خوابیدہ قوتوں کی بیداری

- حاملہ عورت کے فرائض
- حسین اولاد کی خواہش
- حمل کے ابتدائی چار مہینے
- مدت حمل کی طبی تقسیم
- حاملہ کے واسطے ضروری ہدایات
- حاملہ کے عوارض
- دوران حمل کے معمولات
- حاملہ کے تصورات کا اثر اولاد پر
- حاملہ کی آرزوئیں اور خواہشیں
- حاملہ کی خواہشوں کا احترام
- شوہر کی عزت افزائی
- حاملہ کی بہیمی حرکات
- ایام حمل میں دلنوازی کی ضرورت
- اسقاط حمل کی صورتیں
- اسقاط حمل کے اسباب
- وضع حمل کا موقعہ

- وضع حمل طبعی
- دایہ کیلئے ضروری ہدایات
- وضع حمل کی دشواریاں
- زچہ بچہ کیلئے ہدایات
- حفظ صحت
- اخراج مشیمہ
- مولود کا غسل
- بچہ کے مختلف حالات
- رضاعت کے متعلق ہدایات
- پستانوں کی حفاظت
- ماں کا دودھ بچہ کیلئے
- دودھ پلانیوالی ماؤں کا اعزاز
- فطری فرض سے انحراف
- دودھ پلانیوالی کی صحت
- پستانوں میں دودھ کی خرابی
- بچہ کی غذا ماں کا دودھ

- دوسری غذائیں اور دودھ
- رضاعت کے اصول
- جانوروں کا دودھ
- مصنوعی دودھ
- انا کا انتخاب
- انا کے اوصاف
- دودھ پلانیوالی کے اوصاف
- بچہ کے مکان پر رہنے والی عورت
- بچہ کی دیکھ بھال
- دانت کس طرح نکلتے ہیں
- بچوں کے خطرناک امراض
- وضع حمل کے بعد عورت کی حالت
- حمل کے اثرات
- جوانی کے عیش و نشاط کا خاتمہ
- ایام نسل افزائی
- اسباب عدم نسل افزائی

دیباچہ

ناظرین ہمیں بڑی مسرت ہے کہ ہم حیات انسانی کے اس دور کا ذکر کرتے ہیں جو صلہ کے طور پر فطرت کی طرف سے ہمیں حاصل ہوتا ہے۔ اس نعمت عظمیٰ کیلئے جس قدر بھی شکر کے سجدے اس خالق عالم کے حضور میں کریں کم ہیں۔ اگر شباب کی سرمستیاں اپنے ولولوں کی کثرت میں عواقب اور دوسری خواہشات پر غالب آجاتی ہیں تو ساتھ ہی اس کے مشاہدہ ہمیں بتاتا ہے کہ جب ہم اپنے آپ کو نعمت اولاد کی شرفیابی کا اہل پاتے ہیں تو ہماری مسرتوں کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔

بیشک اولاد وہ ودلیعت عظمیٰ ہے جس کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی محبوب ترین شئے بھی پیش نہیں کی جاسکتی عالیشان ایوانوں کے رہنے والے کثرت سے اس تمنا میں بیقرار نظر آتے ہیں تو خس پوش جھونپڑوں میں مصیبت کی زندگی گذارنے والے فقط دولت اولاد کو دیکھ کے اپنا غم غلط کرتے ہیں۔ افلاس میں بھی کثرت اولاد ان کے لئے گرانی کا سبب نہیں بنتی۔ نہ دولتمندوں کو وہ حقیقی مسرت اپنی اپنی بے انتہا دولت اور فراوانی جاہ وجلال سے حاصل ہوتی ہے جو ایک غریب اور بے مایہ کی خوشی کا توازن اولاد سے میسر کرتا ہے۔

یہ کتاب جس کے پیش کرنے کا ہمیں فخر حاصل ہوا ہے۔ ہر متاہل گھر کیلئے جزو لاینفک اور اول سے آخر تک مفید ہے۔ اس سے بہتر طبی مشیر صرف زر کثیر کے باوجود بھی ملنا نا ممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے۔

اس قسم کے انمول جواہر فراہم کرنے میں جس قدر کامیابی منشی حامد حسین صاحب فرشتی کو ہوئی ہے۔ اس وقت تک کوئی تاجر تقابل میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔ ان کی مساعیٔ جمیلہ ہر طرح مستحق آفرین اور قابل قدر ہیں۔ حکماء مشرق ومغرب۔ اطباء قدیم وجدید کے کے زرین مقولات کا عطر نہایت خوش اسلوبی سے کھینچ کے بلا لحاظ قوم وملت عام فائدہ مقصود ہے آخر میں منشی حامد حسین صاحب کو انکے انتخاب پر مبارکباد دیتے ہیں اور عرض کرینگے کہ ناظرین انکی حوصلہ افزائی کریں تاکہ اسکا آخری حصہ "جنس لطیف" یعنی وہ جلد سے جلد پیش کرسکیں۔ والسلام۔ حسرت لکھنوی

دسمبر ۳۱ء

ثمرۂ وصال

لڑکا یا لڑکی

تاریخ کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ ہی سے تشریحی اطباء کی توجہ اس موضوع کی طرف مبذول رہی ہے۔ چنانچہ ہمیشہ سے یہ خیال و اعتقاد رہا ہے کہ حسب منشاء لڑکا یا لڑکی پیدا کرنا ناممکن نہیں ہے۔ اگر کبھی اس گہرے راز کے چہرہ سے پردہ اٹھ گیا اور اس آرزو کو انسان حاصل کر سکا تو یقیناً یہ نوع انسانی کی ایسی خدمت ہوگی جس کی قیمت کا اندازہ ناممکن ہے

لوگ کہتے ہیں کہ ناممکن امر کس طرح ممکن ہو سکتا ہے لیکن اہل علم کی طرف سے یہ جواب دیا جاتا ہے کہ اس کے ناممکن ہونے کی کیا وجہ ہے۔ ہمارے سامنے بہت سی ایسی مثالیں موجود ہیں جن کو گذشتہ زمانہ میں خرافات کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا لیکن آج وہ ایک حقیقت ثابتہ کا مرتبہ رکھتی ہیں۔ اور کسی کو ان میں ذرہ بھر شبہ نہیں رہا۔ گذشتہ اطباء میں سے کسی کے ذہن میں یہ وہم بھی گذر سکتا تھا کہ عورت بھی مرغی کی طرح انڈے دیتی ہے اور یہی انڈے ماہواری حیض کی علت ہیں۔ حالانکہ اس زمانہ میں کسی کو اس کے تعلق شک نہیں ہے۔ پہلے کون جانتا تھا کہ حس کو بھی باطل کیا جا سکتا ہے۔ دماغ اور دیگر تمام اعضاء جسم کے درمیان کے سلسلہ مواصلت کو روکا جا سکتا ہے۔ اور نظام عصبی کو بے حس کر کے چھوڑا جا سکتا ہے۔

لیکن آج کلوروفارم وغیرہ سے یہ تمام کیفیات پیدا ہوتی ہیں۔

کسی شخص کے دماغ میں اس طرح کا تصور ہو سکتا تھا کہ ٹیلیگراف اور لاسلکی کے ذریعہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ تک پیام پہنچایا جا سکتا ہے۔ پھر جب یہ تمام صورتیں اور نیز ہوا پیدا اڑنا وغیرہ پایہ تحقیق اور وقوع کو پہنچ گئیں تو لڑکا یا لڑکی کے پیدا کرنے کا مسئلہ بھی اپنے وقت پر حل ہونا کچھ ناممکن نہیں ہے۔

جو مسائل جہلا اور سطحی علوم رکھنے والوں کی سمجھ سے باہر ہوتے ہیں اور ان کے تنگ دماغوں میں نہیں آسکتے اُن کو وہ کفر و الحاد کی طرف منسوب کرنا شروع کر دیتے ہیں لیکن صاحبان بصیرت اور فہم و دانش رکھنے والا طبقہ اُن پر غور و خوض کرتا ہے اور ان کے حل کرنے سے قطع امید نہیں کر لیتا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ دن رات ہمارے سامنے ناممکن کا دائرہ تنگ ہوتا جاتا ہے۔ بہت سے مسائل کا حل ہو رہا ہے، کامیابی کے ساتھ حقائق کا انکشاف اور اسرار کی توضیح ہو رہی ہے۔ ان کا کیا سبب ہے کیا علت ہے اور کیوں ایسا ہو رہا ہے یہ انہی انسانی افراد کی کوششوں کا نتیجہ ہے جو اپنی ان تھک جد و جہد سے مایوس نہیں ہوتے ڈاکٹر روبی نے لڑکا اور لڑکی کے پیدا کرنے کے مسائل و اسباب کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے

(۱) عورت کے بیض میں مردانہ انڈے ہوتے ہیں؟

(۲) کیا ہر بیض میں بلا امتیاز کے مردانہ و زنانہ انڈے دونوں ہوتے ہیں۔ یا ایک بیض میں مردانہ اور دوسرے میں زنانہ؟

(۳) کیا دونوں بیضوں کے انڈوں کی طبیعت ایک جیسی ہوتی ہے یا ہر جنس کا امتیاز احد الزوجین کے قوی کی حرکت اور حیات بخشی کی قوت کی زیادتی اور تفوق پر موقوف ہے یعنی جس میں حیات بخشی کی طاقت زبردست ہوگی وہی جنس پیدا ہوگی؟

(۴) کیا دونوں خصیوں میں یکساں سیال مادہ رہتا ہے۔ یا دائیں خصیے میں مردانہ سیل انگیزی کا اور بائیں خصیے میں زنانہ حمل انگیزی کا؟

جواب (۱) ہر زمانہ میں کچھ اصحاب نے اس مسئلہ پر اتفاق کیا لیکن کوئی تشریحی دلیل قائم

قائم نہ کر سکے بلکہ تحقیق تفتیش کے بعد ان کو ثابت ہوا۔ کہ دونوں بیضوں کے انڈے شکل میں
مادہ اور ترکیب میں یکساں ہوتے ہیں کوئی محقق یہ نہیں ثابت کر سکا۔ کہ مردانہ انڈے اور
ہوتے ہیں۔ اور زنانہ انڈے اور

جواب (۲) دوسرے مسئلہ کی بابت محققین کے دو فرقے ہو گئے۔ ایک گروہ کا خیال ہے
کہ ہر بیض میں مردانہ اور زنانہ دونوں قسم کے انڈے ہوتے ہیں کیونکہ مختلف حیوانات پر
تجربہ کرنے سے یہی ثابت ہوا ہے کہ جب کسی حیوان کا ایک بیض نکال دیا گیا تو پھر سابق کی
طرح اس کے نر و مادہ دونوں قسم کے بچے ہوئے چند اطباء نے تو اور بھی تجربات و ثبوت بہم
پہنچائے ہیں جب کسی عورت کا ایک بیض لاغر یا بالکل بے جان ہو گیا یا کسی جراحی عمل کی
وجہ سے اپنی جگہ سے علیحدہ ہو گیا۔ اور اس کو نکال لیا گیا۔ تو پھر بھی لڑکا اور لڑکی دونوں
صنفیں پیدا ہوئیں۔ دوسرے گروہ کا خیال اس کے برخلاف ہے۔ ان کا قول ہے کہ یہ
تمام تجربات غلط طریقے سے کئے گئے اور یہ تمام ثبوت ناقص اور غیر معتبر ہیں۔ بلکہ مردانہ انڈے
دائیں بیض میں رہتے ہیں۔ اور زنانہ انڈے بائیں میں۔ جن عورتوں کا ایک بیض نکال لیا
جائے وہ صرف ایک ہی قسم کی نسل پیدا کر سکیں گی۔ یہ شاذ و نادر ہے کہ جو بیض کم کر لیا
گیا ہے۔ پھر اسی بیض کی صنف پیدا ہو اور اس کی بنا صرف اعضاء کے انقلاب پر ہے
بقراط کے نزدیک یہی نظریہ صحیح ہے۔ دیمقراطیس ارسطو بلینیاس ذکریا رازی بروکانت کولانتیل
سیلاطا اور دیگر اطباء نے اس کی تائید کی ہے۔ انھوں نے تجربہ کر کے دیکھا کہ اگر کسی مادہ کا
ایک بیض نکال لیا جائے اور پھر جفتی کرائی جائے تو وہی جنس پیدا ہوتی ہے۔ جو باقی ماندہ
بیض کے ساتھ مخصوص ہے ان کا خیال ہے کہ یہی نتیجہ انسان پر تجربہ کرنے کے بعد برآمد
ہوگا۔ لیکن تجربہ غلط طریقہ پر کیا گیا۔ جدید تشریحی انکشافات نے ان تمام تجربات کو غلط
قرار دیا ہے۔

افریقیہ اور ہندوستان کے بعض اطراف میں لڑکی کو بانجھ بنانے کے لئے دونوں

بیضہ نکال ڈالتے ہیں جس کی وجہ سے ماہواری حیض منقطع ہو جاتا ہے۔ اور لڑکیاں بانجھ ہو جاتی ہیں لیکن ڈاکٹروں کی ناتجربہ کاری سے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بیضہ کا کچھ حصہ کٹنے سے بچ جاتا ہے۔ اور لڑکی کی نسل افزائی کے قابل بدستور رہتی ہے۔

جو لوگ اس امر کے قائل ہیں کہ باقی ماندہ بیضہ ہی کی صنف پیدا ہو سکتی ہے دوسرے بیضہ کی جنس کبھی پیدا نہیں ہو سکتی۔ وہ مذکورہ ذیل مشاہدات بیان کرتے ہیں۔

ڈاکٹر ہنگ کا بیان ہے کہ ایک عورت کے نو لڑکیاں پیدا ہوئیں مرنے کے بعد جب اس کے بدن کو چیر کر دیکھا گیا تو دائیں طرف کا بیضہ ٹھوس تھا۔ مردانہ انڈوں کی اس میں قابلیت نہ تھی۔

برکاٹ نے ایک دوسری عورت کا واقعہ بیان کیا ہے جس کی سات لڑکیاں متواتر پیدا ہوئیں۔ اور تمام عمر کوئی لڑکا نہ ہوا جب اس کے بدن کی تشریح کی گئی تو دایاں بیضہ بالکل لاغر تھا جس کا حجم چنے کے برابر تھا۔

ڈاکٹر میلو کا بیان ہے کہ ایک عورت کے سات لڑکے ہوئے اور دوسری عورت کے سات لڑکیاں۔ جب میں نے ان کی تشریح کر کے دیکھی تو پہلی کے دائیں بیضہ میں مخصوص مردانہ حمل انگیز انڈوں کے سات ابھار تھے اور دوسری کے بائیں بیضہ میں زنانہ چار ابھار۔ اس عورت کا دایاں بیضہ لاغر تھا۔ اگرچہ ان محققین کے تجربات و شواہد صحیح ہیں لیکن ان سے ان کے نظریہ کا ثبوت نہیں ملتا۔ کیونکہ قدیم زمانہ سے ان تمام نظریات کا تصفیہ صرف اس امر پر ہے کہ تعیین جنسی کا سبب خصیہ یا بیضہ ہے حالانکہ قارئین کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ یہ وہم بالکل فاسد ہے۔ قاشو ر شیران نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ مصر کی عورتیں چار ہزار برس سے اس قسم کی چیزوں کو جانتی ہیں۔

ڈیمیٹر اطلیس نے نسل کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے جس میں ان تمام اسرار پر کافی روشنی ڈالی ہے۔

مشہور عربی طبیب رازی کی تالیف کے بھی لڑکا یا لڑکی پیدا کرنے کے متعلق کچھ
حصے ہم کو ملتے ہیں۔ دیگر علماء نے بھی اس کی کافی تنقیح و توضیح کی ہے لیکن جدید فن تشریح
نے تجربات و شواہد سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ جن عورتوں کا ایک بیضہ خواہ دایاں یا
بایاں نکال دیا جاتا ہے، وہ بدستور دونوں صنفیں بلا امتیاز پیدا کر سکتی ہے۔

جواب (۳) یہ مسئلہ اس زمانہ میں بھی یکتا اور وحید ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بغیر
قابل حمل انڈوں کی کوئی خصوص جنس نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ جنسی تعیین قرار حمل کے وقت
ہوتی ہے۔ اس کے ثبوت کے اتنے شواہد موجود ہیں۔ جو احاطہ حساب سے خارج ہیں۔

جواب (۴) لڑکا دائیں خصیہ کی منی سے اور لڑکی بائیں خصیہ کی منی سے پیدا ہوتی
ہے اور یہ نظریہ اس زمانہ تک مقبول رہا ہے لیکن دور حاضر کے ماہران فن تشریح
نے چند قوی دلائل پیش کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ امتیاز جنسی کا دار و مدار ماں یا باپ
کے غالب ہونے پر ہے۔ یعنی اگر مباشرت کے وقت عورت غالب آگئی تو لڑکی ہوتی ہے
اور مرد غالب آگیا تو لڑکا ہوتا ہے۔ ان اطباء کا یہ بھی بیان ہے کہ موٹے آدمیوں کے لڑکیاں
زیادہ ہوتی ہیں۔ اور عصبی مزاج اور خشک بدن والوں کے لڑکے زیادہ ہوتے ہیں یہ حالت
عورت کے ترکیب اعضاء کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہوتی ہے۔ لاغر اور مضبوط بدن والی عورتوں
کے لڑکے زیادہ ہوتے ہیں۔ اور آفتابی مدور شکل والی عورتیں اور وہ عورتیں جن کا جوف
عانہ وسیع ہوتا ہے عموماً لڑکیاں پیدا کرتی ہیں۔ کیونکہ عورتوں میں سے اول طبقہ کی
نسائیت قوی نہیں ہوتی ہے۔ اس لئے ان کے مرد ان پر غالب ہو جاتے ہیں اور
اپنی جنسی اولاد پیدا کرتے ہیں۔ اس کے برعکس آخری طبقہ کی عورتوں کی نسائیت
قوی ہوتی ہے اس لئے یہ مردوں پر غالب آتی ہیں۔ اور اپنی قسم کی اولاد پیدا کرتی
ہیں۔ یہ نظریہ پسندیدگی کی نظر سے دیکھنے کے قابل ہے لیکن سطحی ہے نہ اس میں
سبب کا بیان اور نہ عمل کی تعیین۔ کیونکہ غالب ہو جانا۔ فوق پانا تسلط کر لینا قوی ہونا

یہ سب الفاظ تشریح کے محتاج ہیں۔ نہ اس کا کوئی سبب بتایا گیا ہے اور نہ وہ کیفیت بتائی جس کی وجہ سے انڈوں اور منی سے جنین میں تعیین جنسیت کی جائے لہذا اس کے لئے مذکورہ ذیل تمہید کی ضرورت ہے:۔

اس زمانہ کے بعض اطباء کے تجربات ہرگز نقض و تردید کے قابل نہیں ہیں چنانچہ مشہور محقق لیاگ نے بیان کیا ہے کہ جس گھاس میں نسل افزائی کا مادہ نہیں ہوتا اس میں پتوں کے سوا نہ کوئی پھل آتا ہے نہ دانا ہمیشہ عقیم رہتی ہے۔ اسی طرح بیضہ کش جانوروں میں اگر نر مادہ کے انڈوں پر تخم ریزی نہ کرے تو انڈوں سے کبھی بچے پیدا نہیں ہو سکتے۔ بلکہ کچھ مدت کے بعد انڈے ٹوٹ کر برباد و بیکار ہو جائیں گے

ڈوسینل کی تحقیق ہے کہ غذا کے اختلاف کیفیت سے ہی شہد کی مکھی کے اعضاء تناسل میں نمو ہوتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ حسب منشا شہد کی مکھیوں کو مؤنث یا مخنث پیدا کیا جائے۔

ڈاکٹر اسپالنزانی اپنے تجربات کو جاری رکھتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچا ہے۔ کہ جنسیت کا دارومدار تلقیح کی کیفیت پر ہے خصوصیت کے ساتھ جب اس مادہ منویہ کی کیفیت اور مقدار کو ملحوظ رکھا گیا ہو جو مادہ خرگوش کے رحم میں محفوظ رہتا تھا۔ تو اس سے مختلف صورتوں میں مختلف نر و مادہ بچے پیدا ہوئے۔

ڈاکٹر اکرمان کا قول ہے کہ انڈے میں کوئی جنسیت نہیں ہوتی ہے۔ کنوکس کی رائے ہے کہ جنین کے ڈھانچہ میں دونوں صنفوں کے اصول ہوتے ہیں۔ ایک صنفت کا دوسری سے امتیاز صرف ایک کے غلبہ کی وجہ سے ہوتا ہے لیکن اس محقق نے غلبہ کا کوئی سبب بیان نہیں کیا۔ جو فرڈی سان ہیلر کہتا ہے کہ جنسیت کا دارمدار حبل منوی کی دونوں شاخوں کی خواہش پر ہے۔ ڈاکٹر ڈوبی نے اسپالنزانی لیاگ اور دیگر محققوں کے تجارب سے ایک نظریہ قائم کیا جس کا بیان آگے آئے گا۔

لڑکیاں کیوں پیدا ہوتی ہیں

یہ نظریہ تشریحی تحقیقات کا نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ مدت دراز تک بار بار کے عملی تجاربیں سے یہ ضابطہ قائم کیا گیا ہے۔ کہ جب انسان طبیعت کے تعجب انگیز دقیق مصنوعات اور نادر ترین عجیب افعال کو دیکھتا ہے تو اس کی عقل حیران رہ جاتی ہے کوئی عمل طبیعت کا ایسا نہیں معلوم ہوتا جس کو اتفاق پر منسوب کیا جا سکے۔ کیونکہ جن امور کو ہم اتفاقی کہتے ہیں اس کی وجہ صرف یہ ہوتی ہے کہ ہم کو ان کے اسباب کا علم نہیں ہوتا ہے اگر انسان مشق تجربہ اور صبر و محنت کے ساتھ طبیعت کے ان اتفاقی امور و افعال کا مطالعہ کرے تو ان افعال کے اندر ایسے بسیط اسباب کا کارگزار ہاتھ نظر آئیگا کہ ان کو دیکھکر یہ حیران و مبہوت رہ جائیگا۔ اس امر سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ہر مسبب کا کوئی سبب ضرور ہوتا ہے پھر جب تصویر جنینی کی حیثیت بھی ایک سبب ہے تو اس کا بھی کوئی سبب ضرور ہے اہل تشریح اسی سبب کی تلاش میں ادھر ادھر کورانہ بھٹکتے پھرتے ہیں لیکن آج تک اس کی حقیقت کسی کو نہ معلوم ہو سکی اور نہ راہ راست پر کوئی پہونچ سکا۔ حسب مرضی لڑکا یا لڑکی پیدا کرنے کے متعلق ڈاکٹر ورلی کا نظریہ مذکورۂ ذیل مبادی پر موقوف ہے۔

(۱) عورت کے مبیض میں بالکل ایک جیسے انڈے ہوتے ہیں۔

(۲) مرد کے دونوں خصیوں سے بالکل ایک ہی صفات کا سیال مادہ خارج ہوتا ہے

(۳) مبیض میں جو انڈے ہوتے ہیں ان میں کوئی جنسیت نہیں ہوتی ہے بلکہ ایک ہی جیسے مرکب مادہ سے بنتے ہیں ہاں حیات بخش جرثومہ کے قبول کرنے اور نسل جدید کو پیدا کرنے کی ان میں قابلیت ہوتی ہے۔

(۴) منی کے جراثیم میں بھی جنسیت نہیں ہوتی ہے۔

(۵) جب انڈا منی کے جرثومہ سے ملتا ہے تو قرار حمل ہوتا ہے لغیر التناسل کے یہ انڈا بھی ہو جاتا ہے

حیض کے ساتھ تعارض نہیں پایا جاتا ہے۔

(۴) حمل میں عنصر خاص کی تخلیق ہوتی ہے اور اس کا پیدا ہونا بویضہ اور منی
کے صفات پر موقوف ہے ان صفات کو مقادیر اور ذرات بھی کہہ سکتے ہیں یہ مقادیر مختلف ہوتی ہیں
اور سب اس مادہ میں امانت گزیں ہوتی ہیں جس سے بویضات اور منی کی پیداوار ہوتی
ہے اگر اس ازدوات کی مقدار بویضہ میں زیادہ ہے تو لڑکا پیدا ہوتا ہے اور اگر بویضہ میں اس
کی مقدار کم ہے تو لڑکی ہوتی ہے۔

(۵) دموی عصبی اور صفراوی مزاج والوں میں پیدائشی نسل کا مادہ غالب ہوتا ہے
اور بلغمی مزاج والوں میں نیز ڈھیلے ملائم اور متحلل اعضاء رکھنے والوں میں یہ بات نہیں ہوتی
اسی سے متقدمین کا قول ہے کہ مرد کی مردیت خشک مزاج کے ساتھ مخصوص ہے اور عورت
کی نسائیت تر مزاج کے ساتھ اور اس قول میں وہ حق بجانب بھی ہیں۔

اس بیان سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ جنین کی مخصوص جنسیت کا دارومدار دونوں
مذکورہ عنصروں میں سے ایک کے غلبہ پر ہے اس نظریہ کو محض وہم و خیال پر مبنی نہ سمجھنا چاہیے
بلکہ اگر کوئی نظیر اس کے خلاف مشاہدہ میں آئے تو اس کی ذمہ داری انقلاب آمیز حوادث
پر عائد ہوتی ہے کثرت جماع کی وجہ سے جن لوگوں کے قویٰ کمزور ہو گئے ہیں یا کبر سن اور
اور بیماریوں کی وجہ سے وہ لاغر ہو گئے ہیں یا اعضاء ہضم میں ضعف ہو گیا ہے جس کی وجہ
سے مقصد کام کی انجام دہی سے قاصر ہو گئے ہیں تو ایسے لوگوں کی لڑکیاں زیادہ پیدا ہوتی
ہیں نیز بہت اشخاص کی نوخیزی کی حالت میں شادی ہو جاتی ہے اور ان کی منی اور اندرون
میں پیدائش نسل کا مادہ ہنوز تیار نہیں ہوتا ان کی بھی تقریباً لڑکیاں ہوتی ہیں اسی طرح
عمر رسیدہ اصحاب کی بھی عموماً لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس کے برخلاف جو لوگ اس کے
برعکس ہیں ان کے تقریباً لڑکے ہوتے ہیں یہی نتیجہ حیوانات میں بھی برآمد ہوتا ہے کیونکہ
جب ان کے اعضاء کو ناکافی یا ردی غذا کھلانے کی وجہ سے کمزور کر دیا جائے تو مادہ
کی پیداوار کثیر ہوتی ہے اگر عمر رسیدہ حیوان کی نوخیز مادہ سے جفتی کرائی جائے تب بھی

بچہ مادہ ہی ہوتا ہے اس کی غالب وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ منوی تلقیح کے لیے جتنی قوت
تولید کی ضرورت ہوتی ہے انثی انڈوں اور مردانہ سیال مادہ میں موجود نہیں پایا ہوتی
ہے۔ اگر ان شواہد کی حقیقت دریافت کرنا مقصود ہے تو منی اور انڈوں کا کیمیاوی تجزیہ
کرنا چاہیئے اس سے مقدار مادہ تولید کے اس عظیم الشان امتیاز و تفاوت کا علم ہو جائیگا
جو انڈوں اور منی میں ہوتا ہے چنانچہ اس تجزیہ سے یہ نتیجہ برآمد ہوگا کہ مردانہ انڈوں اور
منی میں مادۂ تولید کی مقدار زیادہ ہوگی اور نسائی حمل کے انڈوں اور منی میں تولید کی
مقدار کم ماہرین علم کیمیا خوب جانتے ہیں کہ جن چیزوں میں مادہ تولید کی مختلف مقدار
ہوتی ہے ان سے مختلف خصوصیات رکھنے والے اجسام بنتے ہیں۔

یہاں یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ اس بنا پر تو جو اشخاص ایسی غذا کھاتے
ہیں جس میں مادۂ تولید کی مقدار کثیر ہوتی ہے ان کی اولاد محض نرینہ ہونا چاہیئے اس
کے برعکس جو اصحاب ایسی غذا کھاتے ہیں جس میں مادہ تولید کی مقدار کم شامل ہوتی ہے
ان کی نسل صرف لڑکیوں تک محدود رہنا چاہیئے۔ یہ اعتراض ظاہری اور سطحی ہے۔

جب ہم صحیح الترکیب قوی الاعضا زوجین کو دیکھتے ہیں تو ہمارا خیال ہوتا ہے کہ
لڑکا پیدا ہوگا لیکن پندرہ روز کے بعد لڑکی ہوتی ہے اس کی وجہ صرف یہ ہوتی ہے کہ
مرد کی منی اور عورت کے انڈوں میں اس دوران میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے خواہ اس کا سبب
لذت و کیفیت کی زیادتی ہو یا کوئی معمولی خلل ہو جس کی وجہ سے بدنی فرائض و وظائف
میں خرابی پیدا ہوگئی ہو اس کے برعکس کمزور اور ضعیف الاعضا زوجین مقوی غذا کی
وجہ سے طاقتور ہو کر نرینہ اولاد پیدا کرتے ہیں۔ اس قسم کے واقعات نادر نہیں ہیں بلکہ
کثیر الوقوع ہیں۔ فقط [illegible]

سن اور رفتار حیات کو بھی اس معاملے میں کافی دخل ہے اور اس کی وجہ
سے جنسیت نسل پر اثر پڑتا رہتا ہے چنانچہ اگر اٹھارہ سے چوبیس سال تک کا مرد ہو

اور پندرہ سے بیس تک کی عورت تو ان سے لڑکیاں زیادہ پیدا ہوتی ہیں زوجین کے اس سن میں جو بچے پیدا ہوئے اُن کے شمار اعداد سے معلوم ہوتا ہے کہ سو لڑکیوں کے مقابلہ میں ۷۰ لڑکے تھے۔ اگر عورت کا سن ۱۸ سے ۲۰ تک ہو اور مرد کا سن ۲۵ سے ۴۰ تک ہو لڑکوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ اس عمر کے بعد پھر سابق عمر کی طرح لڑکیاں زیادہ ہونے لگتی ہیں بعض شہروں کی تحقیقاتی رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جب عورت کی عمر مرد سے زیادہ ہو تو ان سے لڑکیوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اور اس کے خلاف سے برعکس نتیجہ پیدا ہوتا ہے ایک فلاسفر نے اپنی علمی تالیف میں بیان کیا ہے کہ تخلیق جنس کا تعلق کم و بیش زوجین کی نشاط شخصی سے ضرور ہوتا ہے۔ اگر صنف لطیف کا پیدا کرنا زیادہ مدنظر ہو تو نوخیز جوانوں کی سیانہ عمر کی عورتوں سے شادی کرانا چاہیئے۔ اور عورتوں کو مردوں سے زیادہ غذا دینا چاہیئے۔ اور اگر اس کے برعکس مدعا ہو تو اس کے برعکس صورت اختیار کرنا چاہیئے۔ فرانسیسی اور برطانوی اسی طریقہ سے حیوانات کی جو جنس چاہتے ہیں حاصل کر لیتے ہیں اگر اس قانون پر عمل درآمد کیا جائے تو یہی نتیجہ انسانوں میں بھی پیدا ہو سکتا ہے۔

ایک عجیب بات یہ ہے کہ سابق یونانی علماء نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور ممکن ہے کہ انہوں نے بھی سابق یونانی محققوں کے اقوال سے یہ کلیہ اخذ کیا ہو۔

علامہ قزوینی نے عجائب المخلوقات میں بیان کیا ہے کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مادۂ منویہ کی حرارت کی زیادتی یا کمی تذکیر و تانیث کا سبب ہے۔ یعنی اگر مادہ منویہ میں حرارت زائد ہوگی تو مذکر پیدا ہوگا ورنہ مؤنث اسی طرح اعضاء تناسل کا ظہور و بروز نرینہ حمل کی وجہ سے ہوتا ہے اور خفاء و نسائی حمل کی وجہ سے بعض اشخاص کا یہ بھی خیال ہے کہ اگر رحم کی داہنی جانب مادہ منویہ کا اقرار ہو تو لڑکا ہوگا اور اگر بائیں طرف استقرار ہو تو لڑکی ہوگی۔ لڑکیوں کی پیدائش کے لئے گرم موسم پر حرارت مقام سکونت جنوبی ہوا اور سن کہولت میں معاون ہوتا ہے اور اس کی ضد لڑکوں کی پیدائش کا

سبب ہے۔ شیخ بوعلی سینا نے قانون میں بیان کیا ہے کہ نرینہ اولاد کے اسباب میں سے
مرد کی منی اس کی حرارت یا غلظت (گاڑھا ہونا) عورت کی طہارت کے وقت جماع
کا ہونا بھی ہے اور لطیف صنف کے اسباب میں سے میانہ سنی اور شیخوخیت وغیرہ ہے
عصر حاضر کے محققین کی رائے ہے کہ جو اصحاب اپنی کج رفتاری اور کثرت مباشرت
کی وجہ سے اعضاء کی صحت بگاڑ لیتے ہیں یا ان کی عمر کا حصہ کافی گذر چکتا ہے ایسے لوگوں
کی لڑکیاں زیادہ ہوتی ہیں۔

اور اگر والدین کی حالت اس کے برعکس ہو تو نسل بھی اس کے خلاف ہوتی ہے
جب جنسی تخلیق کے نظریہ پر عملدرآمد کر لیا جائے تو خواہ مخواہ پسند خاطر نتیجہ کے لازمی اسباب
حاصل ہو جاتے ہیں۔ ویمر ٹل اور لیبا ٹیج کے تجربات و قواعد (تذکیر و تانیث میں غذا
کے صفات کو پورا پورا دخل ہے) نیز سالنزالی کی تحقیقات (بچہ کا جنسی امتیاز منی کی مقدار
و صفات کی وجہ سے ہوتا ہے) کو اگر پیش نظر رکھا جائے تو ڈاکٹر ڈولی کے وہ مقدمات جن کی
بنا غذا کی ترتیب اور رفتار زندگی کی ہمراہی پر ہے، بالکل صحیح معلوم ہوتا ہے۔

غذا کا اثر

ہمارا خیال ہے کہ جس شخص کو کچھ بھی معلومات ہیں وہ غذا کی ان
صفات و اثرات سے انکار نہیں کر سکتا جو خون کے تغذیہ بخش جز
پر وارد ہوتی رہتی ہیں اگر بعض غذائیں ہڈی کی پیدائش کے لئے مناسب ہیں تو دیگر غذائیں
عضلات چربی اور باقی جسمانی ساختوں کے لئے موزوں ہیں اس سے کون انکار کر سکتا ہے
کہ کیمیاوی ترکیب کے لحاظ سے عضلی، شحمی اور عظمی ساختیں جدا جدا ہوتی ہیں، جبکہ ایک نوع
کی غذا خون کے کریات (دانے) یا عضلات کی ساخت یا چربی کی نسیج کو کامل نمو بخش
سکتی ہے تو پھر کیا کسی کو اس بات سے انکار ہو سکتا ہے کہ بعض اقسام کی غذا انڈوں اور
منوی جراثیم کے صفات پر اثر انداز ہوتی ہے۔

امتحانوں اور مشاہدوں کے سلسلہ (اگرچہ یہ ناقص ہے) کے بعد ہمارا قالب خیال

ہو گیا ہے کہ اگر غذا ازوتی ہو تو تلقیح ذکری زائد ہو گی اور اگر غذا کاربونی ہے تو تلقیح نسائی ازائد ہو گی، ان تمام تجارب سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ لڑکے یا لڑکی خلقت ازوت کی قلت یا کثرت پر موقوف ہے، اور یہ ازوت اس مادہ میں موجود ہوتا ہے جن سے انڈے اور منوی ہر اثیم بنتے ہیں اس نظریہ سے یقیناً یہ نہیں ثابت ہوتا کہ ازوتی غذا سے نرینہ اولاد پیدا ہونا ضروری ہے۔ اور لازمی ہے اور کربونی غذا ضرور صنف لطیف کی پیدائش کا باعث ہوتی ہے۔ کیونکہ انسانی اعضا کیمیاوی آلات نہیں ہیں جن کے اعمال میں کسی طرح کا تغیر ہی نہ ہو سکے بلکہ جب تک ازوتی سواد کا غذائیش حصہ یا بیض تک پہونچتا ہے، اس سے پہلے اس میں مختلف نامعلوم تغیرات اور تحلیلیں ہوتی ہیں، اب اگر دس آدمی ایک غذا کو کہاتے ہیں تو ہر ایک میں پہونچ کر اس میں مختلف کیفیات پیدا ہوتی ہیں اور ان کیفیات کا اختلاف عمر مزاج قوت ہاضمہ کیلوس اور دیگر رطوبات تیار کرنے والے اعضاء کے عمل کی وجہ سے ہوتا ہے چنانچہ جب آخر میں منی اور بویضہ کے پختہ مادہ کو ان دس اشخاص میں دیکھا جاتا ہے تو ایک نتیجہ پر پہونچنا ناممکن ہے مگر اس اختلاف کے نتیجہ سے مذکورہ نظریہ کا نقص نہیں لازم آتا۔ بلکہ اور تائید ہوتی ہے بہرصورت اگر زوجین مصرحہ شرط کو مدنظر رکھیں گے تو غالباً دلخواہ نتیجہ پر پہونچ جائیں گے،

غذا کے درجے اور قسمیں

غذا تین قسم کی ہوتی ہے (۱) ازوتی غذا۔ یہ ہائیڈروجن اور آکسیجن سے مرکب ہوتی ہے اس کے اندر کچھ حصہ کاربون کا اور زیادہ حصہ ازوت کا ہوتا ہے سرخ و سیاہ گوشت میں تمام حیوانی مادوں سے ازوت زیادہ ہوتا ہے خون کر بان۔ ہلام چنا، لوبیا اور مسور جیسے غلوں سے بنتا ہے۔ بریاں گوشت سے مقوی ہیجان انگیز غذاؤں میں یہ زیادہ شامل ہوتی ہے۔

(۲) کاربونی تر غذا۔ یہ غذا پانی اور کاربون سے بنتی ہے روغنی مولود کے ساتھ متحد

ہوکر حفظ زندگی کے لئے اس سے بدن میں حرارت پیدا ہوتی ہے اگرچہ روزانہ جسم اس کی کثیر مقدار جذب کرتا ہے، لیکن کیمیاوی تجزیہ کے بعد اس کا اعضاء میں معمولی سا اثر معلوم ہوتا ہے تمام گوندا جوار کا آٹا۔ سبزیاں، ترکاریاں اور تمام ساگ پات اور لبقولات تقریباً اسی مرتبہ میں داخل ہیں

(۳) چکنی غذا۔ یہ غذا اس مادہ سے بنتی ہے جس کے اندر کربوں کا زائد حصہ اور ہائڈروجن اور آکسیجن قلیل مقدار میں شامل ہیں ازوت اس میں بالکل نہیں ہوتا ہے اس مرتبہ میں چربیاں گھی تیل ا کھن وغیرہ شامل ہیں یہ غذا تنفسی کہلاتی ہے اور تمام اعضاء میں پھیل کر جسم میں حرارت اور حیات پیدا کرتی ہے۔

حسب منشا اولاد کیونکر پیدا ہو سکتی ہے

لڑکا پیدا کرنا اگر اتفاق سے نسل میں لڑکیاں ہوں اور زوجین لڑکے کے خواہشمند ہوں تو مذکورہ ذیل غذا کا التزام کر لینا چاہیئے

زوجہ کی غذا بیس پچیس روز تک عورت کو مقوی غذا اور ازوتی غذائیں کھانی چاہئیں جس قدر گوشت میں متعدی مادہ کی زیادتی ہوگی اسی قدر بدن میں قوت افزوں ہوگی عورت کو روزانہ کوئی جسمانی ریاضت بھی کرنی چاہیئے کہ غذائی وظائف میں چستی پیدا ہو مثلاً نہر یا دریا میں تیرنا نہانا خلوت میں ریاضت کرنا، فرحت بخش سیر کرنا، لذت انگیز لہو ولعب اختیار کرنا۔ بدن کی کافی چستی اور نشاط بدل یا تحلل کے لئے مناسب خواب راحت۔ نیند ان مذکورہ اصول کو نظرانداز نہ کرنا چاہیئے،

مرد کی غذا

زوج کی غذا گذشتہ غذاؤں کے برعکس مختلف قسم کے شوربے حلوان اور چوزوں کے گوشت لعاب دار غذائیں ہونی چاہئیں۔

مرد کیلئے غذا کا مشورہ

مختلف اقسام کے مرطوب آبی شربت لیمونیڈ آب انگور آب جو اور دیگر شیریں عرقیات استعمال کرنا چاہیئے۔ گرم پانی سے حمام کرنا چاہئے، اور بقدر امکان راحت و آرام حاصل کرنا مناسب ہے جب اس طرح بیس پچیس روز گذر جائیں تو جس روز حیض کا ظہور ہوا وسی روز دن میں یا رات میں فرض زوجیت ادا کرنا چاہیئے، کیونکہ ظہور حیض کے دن حمل قرار پانے کا غالب امکان ہے مواصلت کے وقت عورت کو اپنے دماغی وجسمانی قوی کو نیز تمام تر تناسل خیالات وجدانیات کو نرینہ اولاد کی طرف مائل کرنا پاہئے، اسی طرح مرد کو اپنے خیالات و افکار لڑکے کی خواہش و تخیل کی جانب منعطف کر دینا ضروری ہے ابن سینا کا قول ہے کہ مرد کو خوش دل رہنا چاہیئے۔ فکر کو پاس نہ آنے دینا چاہیئے، نرینہ اولاد کا خیال دماغ میں رکھے۔ طاقتور اور قوی لڑکوں کا تصور ذہن میں جمائے رہے گو یا جماع اور فراغت کے وقت لڑکے کی صورت خیالی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کو موجود سمجھے۔ اس تمام تقریر سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نرینہ اولاد پیدا کرنیکا بھی ایک مخصوص فن ہے چنانچہ فینسٹ کا قول ہے کہ اگر مرد اور عورت کی شادی اعضاء کے کامل نمو کے بعد ہو اور مذکورہ غذائی ترتیب کو وہ مد نظر رکھیں قربت جنسی کا کم ارتکاب کریں اور منی کے پختہ ہونے کے لئے مناسب وقت و مدت متوقع رکھیں تو یقیناً نرینہ اولاد کی شکل میں اون کی نسل قائم رہے گی،

لڑکی ہونیکی تمنا

اگر لڑکے زیادہ ہوں اور لڑکی کی خواہش ہو تو مصرحہ تحت تدابیر اختیار کرنا چاہیئے۔

عورت کی غذا

عورت کو ہلامی غذائیں سبزیاں ترکاریاں ہلکے شوربے آش جو، گیہوں کے میدہ کی روٹی تازہ انڈے

کم مصالحہ دار سفید قسم کے گوشت ۔شکر انہ دودھ چاول ۔ آئس کریم ۔شربت ۔پنیر ۔کدو وغیرہ ترکاریاں ۔ساگ پات ۔مربے اور نشہ آور پھل ۔شباب آور آبی محلولات ۔لیمونیڈ خالص پانی یا شربت استعمال کرنا چاہیئے ۔نیم سرد پانی سے دیر تک حمام کرنا چاہیے ۔ تھک جانے کا کوئی کام نہ کرنا چاہیے ۔ہمیشہ آرام و آسائش حاصل کرنا چاہیئے ،لطف آمیز اسباب طرب بہم پہونچانا چاہیئے ،مزاج کی حدت و تیزی اور عصبی ہیجان کو تسکین دینے کی کوشش کرتے ہوئے فارغ البال رہنا چاہیئے ۔

مرد کی غذا مرد کی غذا عورت کی غذا سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہونا چاہیئے ہیجان انگیز ماکولات اور الکوہلی شربتوں سے پرہیز رکھنا چاہیئے ،رطوبت افزا غذاؤں کی مداومت کرنا چاہیئے ،وقتاً فوقتاً خنک حمام کرنا چاہیئے اسہال اور شربت پینا چاہیئے ،اور باقاعدہ رفتار حیات کا کاربند ہوکر فارغ البال اور پرسکوں زندگی بسر کرنا چاہیئے ،جب بیس پچیس روز اس طرح گذر جائیں تو ظہور حیض کے سات دن یا رات میں فریضہ تناسلی ادا کرنا چاہیئے ، دوران مباشرت میں زوجین کے لئے لازمی ہے کہ جنس مطلوب کے خیال کو پیش نظر رکھیں ۔ یہ قواعد حفظان صحت اور فزیالوجی وہ اصول ہیں جو ازکار واناث کے فن میں بیان کئے گئے ہیں اور اکثر اوقات اگر ان پر کاربند رہ کر عمل پیرائی کی گئی ہے تو کامیاب ثابت ہوئے ہیں بعض مرتبہ اگر مطلوبہ نتیجہ برآمد نہیں ہوا تو عموماً اس کی وجہ یہ ہوئی کہ زوجین مذکورہ قوانین پر کاربند نہیں رہے ۔ہم یہاں پر ان تمام نظریات کو نظر انداز کرتے ہیں جو ازکار واناث کے متعلق مختلف اشخاص نے قائم کئے ہیں روزآنہ سننے میں آیا ہے کہ کوئی نہ کوئی اس کے متعلق جدید نظریہ ایجاد ہوا ۔لیکن دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو سابق نظریہ سے ملتا جلتا ہے یا اس کا تجربہ ناقص ہے ۔

ایک عجیب ڈاکٹر کا نظریہ رلی ڈڈسون نے آخر میں ایک نظریہ قائم کیا جس کے لئے تعلیل الجنس نامی کتاب بھی لکھی ہے اور

اسی طرح ایک نظریہ عربی میں ڈاکٹر محمد عبد الحمید نے لکھا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مرد کا لڑکا یا لڑکی پیدا کرنے میں کوئی دخل نہیں ہے اس کا سارا دارومدار نطفہ تیز بویضہ کی جنسیت پر ہے عورت کے دائیں مبیض میں نرینہ بویضات ہوتے ہیں اور بائیں مبیض میں نسائی بویضات یہ نظریہ بھی ان ہی نظریات کا ایک فرد ہے جو تمام متقدمین اور بعض متاخرین کے مسلمہ اور قائم کردہ ہیں، صرف اتنی توضیح اس میں زائد ہے کہ بویضات کی پیدائش میں ہر ایک مبیض ہر ماہ میں دوسرے کا جانشین ہو جاتا ہے۔ یعنی اگر ایک مہینہ میں دائیں مبیض سے بویضات کی تکوین ہوئی ہے تو دوسرے ماہ میں بائیں مبیض سے دائیں مبیض کے حمل انگیز بویضات سے لڑکا پیدا ہوتا ہے اور بائیں مبیض کی بویضات سے لڑکی۔ اسی وجہ سے رلی ڈوسن نے کہا کہ جو شخص حسب منشا جنس پیدا کرنا چاہتا ہے اس کو سابق اولاد کے بویضات کی پختگی کے مہینہ کا علم ہونا چاہیئے، اور ہر ماہ بماہ مہینوں کا شمار رکھنا چاہیئے اور جن مہینوں میں مباشرت سے پرہیز کرنا چاہیئے اگر اس کیفیت کو مدنظر رکھتے ہوئے کافی ہوشیاری اور بیدار مغزی کے ساتھ ان اصولوں پر کاربند رہا جائیگا تو ممکن ہے کہ مطلوب صنف حاصل ہو جائے، رلی ڈوسن نے ان تمام اعتراضات کی تردید کی ہے جو اس کے نظریہ پر وارد کئے جا سکتے ہیں اور جس طرح دیگر اذکار وانات کے قوانین بنانے والے دلائل قائم کرتے ہیں اسی طرح اس نے بھی دلائل بیان کی ہیں جن کی بنا محض فرض و تقدیر پر ہیں چونکہ رلی ڈوسون اور ڈوبی کی نظریات میں باہم کوئی تناقص نہیں ہے اس لئے اگر نسل مرغوب کے پیدا کرنے کے لئے دونوں نظریوں پر عمل کیا جائے تو ناموزوں نہیں ہے ہاں اگر کچھ زمانے کے بعد کوئی ایسا نظریہ ایجاد اور محقق ہو جائے جو تمام سابق نظریات کا ناقص ہو تو مذکورہ دونوں نظریوں کو نظر انداز نہ کر دیا جائے لیکن اس سے دنیا میں ایسا انقلاب بپا ہو جائے گا جو انسانوں کے وہم وخیال میں بھی نہیں آسکتا ہے۔

حسین و جمیل اولاد پیدا کرنا

بہادری اور شجاعت کے زمانے میں لوگ قوت و جمال کے بڑے دلدادہ تھے حسن و طاقت کے حصول کا کوئی ذریعہ فروگذاشت نہ کرتے تھے اور ان دونوں چیزوں کو نوع بشری کے صفات کا مقدمہ خیال کرتے تھے، قدیم اہل تاریخ کا بیان ہے کہ کالبیدیا کے فن سے صرف المباہی واقف نہ تھے بلکہ عورتیں بھی اس میں کافی مہارت و واقفیت رکھتی تھیں مشہور روشن خیال قدیم یونانیوں نے کوشش و استقامت کے ساتھ تحقیق کرتے ہوئے اس راز کے چہرے سے نقاب کشائی کی ہے جو ہیکل انسانی کی تخلیق میں طبیعت انسان کا مخصوص لائحہ عمل رہا ہے اور اس امر کی توضیح کی ہے کہ الکیبا دا ور لالیس جیسے حسین انسان کیونکر پیدا ہو سکتے ہیں۔ جس طرح نقاشی اور تصویر کشی کے فنون لطیفہ پردہ نیستی میں چھپ گئے اسی طرح کالبیدیا کا فن بھی معدوم ہو گیا یہ واقعہ اس دور کا ہے جبکہ تمام اصنام اور مورتیاں لرزہ براندام ہو گئیں اور ان کی بیخ کنی کرتے ہوئے جدید نظام عالم نے ان کی جگہ لے لی کہ جدید مذہبیت کے قدم نہ جمنے پائے، خرافات و جہالت کا دور شروع ہو گیا۔

مذہبی تعصب اور بربریت نے اقوام پر حکمرانی شروع کر دی خوں ریزیاں ہوئیں۔ تالیفات کو برباد کر دیا گیا لائبریریاں جلا دی گئیں اسکندریہ کا کتب خانہ جو اس زمانہ میں علمی دنیا میں اعلیٰ درجہ رکھتا تھا وہ بھی جلا دیا گیا۔ مگر کچھ زمانہ کے بعد انسان خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ نادانی جہالت اور کورانہ تعصب کی وجہ سے جس چیز کو کھو بیٹھا تھا پھر اس کی جستجو میں سرگرم ہو گیا انسانی فہم و دانش میں اس دور ظلمت میں کسی قدر روشنی اور چمک باقی تھی جس کی پرتو اندازی سے ظلمانی دور کی تاریکیوں میں اجالا نمودار ہونے لگا انسان گمراہ تھا۔ لیکن گمراہی کی طے کردہ مسافت کوتاہ تھی، اور سست رفتاری سے راہ راست کو چھوڑ کر ادھر ادھر بھٹک رہا تھا۔ اس لئے جہالت کا اندھیرا رفتہ رفتہ چھٹ کر پھر راہ ہدایت نظر آنے لگی ہر زمانہ میں ایک نامور اور اعلیٰ شخصیت پیدا ہوتی رہی ہے جس نے اپنی عقل و دانش اور ادراکات سے

اتنی ظلمت اور تاریکی پردہ تھا جو کچھ عرصہ بعد اٹھ کر بپھر گیا۔ جس کی روشنی کی کرنیں جلوہ گر کر دیں سولہویں اور سترھویں صدی کی ممتاز ہستیوں میں بہت سے اور محققین فن علماء ہیں ہم ان تمام مثلاً اسمعرولی ماہرین و اہل طبیعیات کا شمار کرسکتے ہیں جنہوں نے اپنی زندگیاں خدمت علم کے لئے وقف کر دی تھیں اور کالیبیدیا کی جانب اپنی کامل توجہ کو منعطف کر دیا تھا بادشاہ ہنری دوئم کے طبیب خاص فرنیل نے ان تمام وسائل کو بیان کیا ہے جو حصول نتیجے کے لئے ضروری ہیں جان ہورٹ نے عقلمند لڑکوں کی پیدائش کے متعلق ایک کتاب لکھی۔ کلاڈ کیلّٹ نے خوبصورت نسل کو پیدا کرنے کی بابت ایک تالیف کی لیکن ان تمام کتابوں میں علم نجوم کے کافی مباحث مندرج ہیں اور جس طرح کسی فن کے ابتدائی دور میں صرف قیاسی نتائج ہوتے ہیں وہی ان کتابوں میں کالیبیدیا کی ہے سترھویں صدی کے آخر میں برو کاب کو ذیسنے فن اذکار میں ایک تالیف کی اٹھارہویں صدی میں اندری میلوٹ برو کاب کی تالیف کی طرح ایک کتاب لکھی جس کا عنوان حسب منشاء تولید جنس تھا۔ اس کتاب کے شایع ہونے کے بعد لوگ اس پر ٹوٹ پڑے لیکن مطالعہ کرنے کے بعد خود راز معلوم ہو گیا کہ فاحش اور نمایاں غلطیوں سے یہ کتاب بھری پڑی ہے رابرٹ نے گذشتہ علماء کی کتابوں سے اخذ کرکے اکابر رجال کی نسل کے متعلق ایک تالیف کی، اس کتاب میں جن طریقوں کی توضیح کی ہے اگر زوجین ان پر کاربند رہ کر فعل جنسی سے پہلے ان پر عمل پیرا ہوں اور زوجہ بھی مدت حمل میں ان کے موافق عملدرآمد کرے تو یقیناً وہ کامیاب ثابت ہوں گے، مگر عمل تلقیح کے چہرہ پر جو سیاہ پردہ پڑا ہوا تھا۔ اس کو طبیب بھی بالکل نہ کھول سکا۔ گذشتہ قرن کے ابتدائی دور میں ایک عالم فیرتغ نے اپنے خداداد ذہن رسا سے اس مسئلہ کے متعلق بحث کی ہے لیکن کافی حل پھر بھی نہ کر سکا۔ عصر حاضر کے بڑے بڑے فزیالوجیکل محققین نے اعضاء کی ساخت و ترکیب اور وظائف بدنی پر روشنی ڈالی ہے لیکن کالیبیدیا کی طرف انہوں نے قابل ذکر توجہ نہیں کی حالانکہ اطبا محققین نے دلپسند اور مرغوب نتائج

نسل کی موروثی تولید کے متعلق جو جو دقیق تحقیقیں کی ہیں ان سے اس مدعا کا مرکزی نقطہ بہت قریب ہو گیا تھا، آخر میں طبیعات کے موجودہ ماہرین نے بویضہ اور جنین کے متعلق جو تجربات اور انکشافات کئے ہیں ان سے کامل طور پر تو اس متعجب انگیز تکوین کے چہرے سے نقاب کشائی نہیں ہوتی لیکن بہرصورت بہت سے مسائل کی انہوں نے توضیح کر دی جن سے اس کا ارتقا اور تفوق ثابت ہوتا ہے ہم ان کے بیان کردہ مباحث کا کچھ خلاصہ یہاں پیش کریں گے لیکن اس سے قبل یہ ظاہر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ نسل کا جسمانی و دماغی حسن بہت سی شرائط پر موقوف ہے جن میں سے اصل الاصول ذیل میں درج کی جاتی ہیں، سن، مزاج۔ والدین کے اعضا کی حسن ترکیب، والدین کی صحت، فعل جنسی کے ادا کرنے کی قابلیت، زوجین کی جائے سکونت، رفتار زندگی، غذا اور رہنے کا مکان، موسمی کیفیت، دونوں کے مزاجوں کا تشابہ اور اختلاط۔ دو مختلف شہروں یا جداجدا ملکوں کے باشندوں کا باہمی سلسلۂ مناکحت،

والدین کی صحت کا اثر اولاد پر

گذشتہ بیان سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ سن رسیدہ لوگوں کی شادی سے ناقص نتیجہ پیدا ہوتا ہے ضابطۂ توارث یا اچھے برے حالات و صفات کے متعدی ہونے کا قانون نسل در نسل سرایت کرتا جاتا ہے یعنی اگر والدین کے اعضاء ترکیب اور صحت اعلیٰ درجہ کی ہو تو باستثنا بعض اولاد کی بھی یہی حالت ہوتی ہے والدین کا اجتماعی حرکات کی رفتار حیات اور دولتمندی یا ناداری بھی اولاد کی حالت پر ضرور اثر انداز ہوتی ہے دولتمند طبقے کے پاس چونکہ ضروریات زندگی اور سرمایۂ صحت کافی مقدار میں موجود ہوتا ہے اس لئے ان کی نسل بھی تندرست اور طاقتور ہوتی ہے اگر کوئی مثال کہیں اس کے خلاف نظر آئے تو اس کی اصلی علت والدین کی افراط و زیادتی اور غیر قانونی رفتار کو خیال کرنا چاہیئے، ادنیٰ طبقہ چونکہ افلاس و مصیبت اور فقر و فاقہ میں اپنی زندگی گذارتا

ہے۔ حفظانِ صحت کے لئے مناسب مسکن اس کو نصیب نہیں ہوتی طاقت سے بڑھ کر سخت دشوار کاموں میں اس کی قوتیں فنا ہو جاتی ہیں۔ بدل ما تحلل پہونچانے کے لئے کافی غذا اس کو میسّر نہیں آتی۔ ایسے لوگوں کی شادی سے سوا اس کے کمزور اور بدصورت اولاد کے اور کیا نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے، اس قسم کے اشخاص بڑے بڑے شہروں اور ان مقامات میں زیادہ دیکھے جاتے ہیں جہاں مشقت افزا اور محبت خیز اسباب کا کافی اجتماع ہوتا ہے۔ ایسے شہروں سے مختلف امراض بھی پیدا ہوتی ہیں۔ نکاح کے لئے مختلف اجناس مختلف اقوام مختلف مزاجوں اور مختلف تراکیب اعضا رکھنے والے زوجین کی اولاد کو وہ درجہ جودت و کمال ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا، جو مختلف مزاج والے والدین کی نسل رکھتی ہے۔ کیونکہ اگر مرد و عورت کا مزاج بلغمی ہو تو اولاد کا بھی مزاج بلغمی ہوگا اس کے برخلاف اگر عورت کا مزاج بلغمی ہو اور مرد کا صفراوی و دموی تو اولاد طاقتور اور خوبصورت پیدا ہوتی ہے۔ یہ امر ایک حقیقت ثابتہ ہے اور ہر دور میں پایۂ ثبوت کو پہونچ چکا ہے کہ جن شہروں میں مسافروں اور غیر مقامات کے باشندوں کی کثرت ہوتی ہے۔ وہاں کی نسل ان اطراف کی بہ نسبت تندرست اور حسین ہوتی ہے جہاں کے باشندے اپنے زاد بوم اور مسقط الراس سے بالشت بھر سرکنا گوارا نہیں کرتے اور بالآخر وہیں مرجاتے ہیں۔ ایسے اشخاص کی نہ تو حالت میں کچھ تبدیلی ہوتی ہے نہ اشکال میں کوئی تغیر۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ سلسلۂ ازدواج میں بالکل اجنبیت اور منافرت کرنا چاہئے۔ سوڈانی کو قفقاز کے باشندوں سے اور جاپانی کو یوروپین سے شادی کرنا چاہئے۔ کیونکہ بعض کا قول ہے کہ اس سے اولاد کمزور اور کم ہوتی ہے

مختلف اقوام سے شادیاں کرو

تجربے سے یہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ اگر ہسپانیہ کے رہنے والوں کا انگریزوں اور فرانسیسیوں کا اہل مشرق سے اسی طرح جرمنی کے باشندوں کا اٹلین

اقوام سے روسیوں کا قفقازیوں سے سلسلۂ اختلاط کر دیا جائے تو اولاد طاقتور اور حسین وجمیل ہوتی ہے، اس کے ثبوت کے لئے اہل عجم و ترک موجود ہیں عثمانی محروسات میں مختلف اقوام آباد تھیں بردہ فروشی کا بازار رونق پر تھا علی التواتر کردستان جرگستان اور یونان کی کنیزوں کی بیع و شرع زور پکڑتی اس اختلاط کا جو نتیجہ ہوا وہ دنیا کے سامنے ہے ترک قوم حسن و جمال کے اعلےٰ زینہ پر پہونچ گئی اعضا کے تناسب و توازن میں مشہور عالم اقوام کا سرتاج شمار کی جانے لگی اہل فارس اصل کے اعتبار سے تاتاری تھے اور گذشتہ ایام میں ان کی تاتاری وضع و شکل بھی تھی، - قبیح المنظر اور بدصورت بھی تھے لیکن کردوں اور جرگیوں کے ساتھ جوڑ اور اختلاط سے اون کے اعضا میں باہم توازن ہو گیا اگر دوسرے ثبوت کی ضرورت ہے تو تاریخ کے صفحات پلٹ کر گذشتہ رومانیوں کی حالت کا مطالعہ کر وان کی قوت و شجاعت زمانہ میں مشہور تھی انہوں نے قدیم دنیا میں ہل چل ڈال کر سب کو تہ و بالا کر ڈالا تھا - مفتوح اقوام کے ساتھ میل جول بڑھا کر اختلاط پیدا کیا اور بالآخر طبعی تناسب و توازن کی ارتقائی منزل پر پہونچ گئے اس کی کیا وجہ تھی صرف مختلف اجناس کا اختلاط و باہم سلسلۂ نکاح اور آپس کی بدنی ریاضت، اختلاط اجناس کے اون کے فوائد معلوم تھے - اسی لئے اونہوں نے اپنا تمدنی قانون تمام مفتوحہ ممالک میں جاری کر دیا تھا کہ فاتح کا مفتوح کے ساتھ ازدواجی تعلق دشوار نہ رہے ہم اور دور کیوں جائیں ہمارے سامنے مصری قوم موجود ہیں باوجودیکہ سب کی اصل ایک ہے لیکن مسلم و قبطی خاندانوں میں بڑا فرق نظر آتا ہے خصوصاً جو مسلمان اور قبطی شہروں میں سکونت گزیں ہیں اون میں تو باہم نمایاں تباین ہے اول الذکر اشخاص کا چونکہ ترکوں شامیوں اور کردوں کے ساتھ ازدواجی سلسلہ ہو گیا اس لئے وہ متناسب الاعضا نظر آتے ہیں موخر الذکر طبقہ کا تعلق و ازدواج چونکہ صرف اپنے ہی اہل وطن کے ساتھ مخصوص رہا اس وجہ سے ان کی اپنی اصلی شکلیں برقرار

رہیں اور کوئی تغیر نہ پیدا ہو سکا۔ اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا تو ہم اکثر اقوام کی تاریخ بیان کرتے ہوئے ظاہر کرتے کہ جن قوموں کو غریب الوطنوں اور اجنبیوں کے ساتھ اختلاط اور تعلق ازدواج قائم ہو گیا ہے ان کی جسمانی اور دماغی قوتیں اعلیٰ اور برتر ہو گئیں اور جن قوموں کا اجنبیوں سے ازدواجی تعلق نہ ہو وہ ہمیشہ مضمحل کمزور اور مردہ صورت رہیں اس ثبوت کے لئے گذشتہ اقوام اور وحشی امریکنوں کی حالت کا مطالعہ کرو۔

اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے ایشیائی کا یوروپین عورت سے یا مغربی کا مشرقی سے سلسلہ ازدواج قائم کرنا ضروری ہے بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ ایک شہر کے باشندوں کا دیہاتیوں یا دیگر شہروں کے رہنے والوں سے تعلقات نکاحی قائم کرنا نسل کے لئے مفید ہے جو اصحاب اولاد کے تناسب الاعضاء ہونے کے دلدادہ ہیں ان کو دوسرے شہر کی عورتوں سے شادی کرنا مناسب ہے اور اگر اپنے ہی شہر کی عورت سے شادی کرنا پسند کرتے ہوں تو ایسی عورت سے شادی کریں، جس کے والدین مختلف جنسیت رکھتے ہوں، جس طرح پالتو جانور مخلوط اصناف سے جوڑا کر کے خوبصورت حسین اور جسمانی خوبیاں حاصل کرتے ہیں اسی طرح اگر انسان مذکورہ بالا ضابطہ پر عمل پیرا ہو کر کاربند ہو جائے تو سطح انسانیت کے ارتقائی منازل پر پہونچ کر بدنی حسن و جمال کا بہترین نمونہ بن جائے گا۔

عرب نے مذکورہ ذیل امور کو عورت کا معیار حسن قرار دیا ہے چار مقامات کی سیاہی آنکھ، پلک۔ سر کے بال اور ابرو، چار مقامات کی سپیدی جلد بدن، دانت۔ سر کی مانگ اور آنکھ کی سپیدی، چار مقامات کی سرخی، زبان۔ لب۔ رخسار۔ سرین، چار اعضا کا گول ہونا۔ چہرہ۔ سر۔ زانو، ٹخنا، چار چیزوں کی درازی۔ قد، ابرو، بال، گردن۔ چار حصوں کا خوشبو دار ہونا، دہن۔ ناک، بغل، فرج، چار اعضا، کا چوڑا اور بڑا ہونا، پیشانی سینہ آنکھ اور کولا، چار مقامات کا تنگ ہونا کان۔ ناک کا نتھنا، ناف، فرج، چار چیزوں کا چھوٹا ہونا۔ ہتھیلی۔ سینہ چھاتی اور قدم۔

خوبصورت اولاد پیدا کرنے کا طریقہ

جو والدین اولاد کو حسین و جمیل دیکھنے کے سچے دل اور قلبی رغبت سے خواہشمند ہیں ان کے لئے مناسب ہے کہ تناسلی فعل کو محض حصول لذت اور کیف اللہ وزی کا ذریعہ نہ بنا لیں بلکہ عمل مقدس کو ایک عظیم الشان فعل خیال کرتے ہوئے اپنے آئندہ نسل کا پورا پورا ذمہ دار اور ضامن خیال کریں فحش پرستی اور کثرت جماع کے ہاتھوں اپنے قواحیات اور اعضاء کی ساخت کو برباد نہ کر دیں کیونکہ کمزور اور انحطاط پذیر والدین کی نسل بھی دماغی اور جسمانی قوی میں کمزور اور ضعیف ہوتی ہیں اگر بعض اشخاص کمزور اور لاغر ہونے کے باوجود عقلمند و دانا نظر آتے ہیں تو اس سے اس بات کا ثبوت ہرگز نہیں ملتا کہ انہوں نے عام ضابطہ کی خلاف ورزی کی ہے۔ بلکہ وہ اس قاعدے کے ہمیشہ پابند رہتے ہیں کہ صحیح عقل تندرست جسم میں ہوتی ہے جسمانی مصائب و آلام عقل و ادراکات و علوم کی ترقی کے لئے سنگ راہ ہوتے ہیں، اگر واضعان قانون نوع انسانی کے حسن و جمال اور جسمانی ترقی کے لئے قوانین بناتے ہیں تو لازمی طور پر اس سے عقل میں بھی ارتقاء و عروج پیدا ہو جاتا ہے۔

بے زبان حیوانات فعل جنسی کا ارتکاب مخصوص اوقات یا مخصوص موسم میں کرتے ہیں اگر یہ مخصوص مدت گزر جائے تو ان کے میلان شہوت کا جوش بھی سرد پڑ جاتا ہے! اور تھوڑی یا بہت مدت تک ان کی شہوانی طبیعت خواب سے بیدار نہیں ہوتی، لیکن انسان اس قاعدے سے مستثنیٰ ہے، اس میں تناسلی جوش ہر زمانہ میں ہوتا ہے صرف کسی عورت کا نظر آنا ہی اس کی خوابیدہ خواہشات کو برانگیختہ کرنے کے لئے کافی ہے اور دیگر حیوانات سے اس کی یہ امتیازی شان ہے۔ کہ ہر موسم میں یہ جنسی میلان کا مالک ہے لیکن پھر بھی فرض زوجیت ادا کرنے کے لئے اس کے لئے بعض مخصوص طریقے زیادہ سود مند ثابت ہوتے ہیں۔ موسم گرما میں شتعل اور بھڑکتی ہوئی گرمی نیز موسم سرما کی دانت سے دانت بجا دینے والی

سردی دونوں فعل جنسی کے لئے ضرر رساں ہیں ان ناموزوں فصول میں جو بچے بطن مادر میں قرار پاتے ہیں ان کا حسن و جمال ان بچوں کی نسبت بہت کم ہوتا ہے جو ابتداء بہار یا ابتداء خریف میں یا معتدل فصول میں شکم مادر میں جاگزیں ہوتے ہیں۔

فصل بہار میں لذت عیش

کیا موسم بہار میں حمل سفر ہے اس میں علماء مختلف خیال رکھتے ہیں بعض کہتے ہیں

کہ جن بچوں کا حمل اس موسم میں قرار پاتا ہے ان میں سے اکثر پاگل یا بے وقوف ہوتے ہیں کیونکہ اس زمانہ میں والدین فعل جنسی کا ارتکاب غیر معمولی حدت اور متواتر جوش سے کرتے ہیں۔ رومانیوں نے تو مئی کے مہینہ میں عقد نکاح کو ناجائز قرار دے رکھا تھا کیونکہ انکا خیال تھا کہ اس ماہ میں نکاح کرنا پراگندگی اور پریشانی کا باعث ہے۔ حمل کی پیدائش و استقرار نہایت حدت حرص شہوت اور جوش کے ساتھ ہوتا ہے حالانکہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ بڑے بڑے عقلا اور دانشمندوں کا نطفہ اسی ماہ میں پشت پدر سے شکم مادر میں قرار گزیں ہوتا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے والدین نطفہ انگیزی کے وقت غیر معمولی جوش و حدت کو کام میں نہیں لائے تھے بعض علماء کی رائے ہے کہ دیگر فصول میں انسان کی شہوانی خواہشات خواب میں ہوتی ہیں اور موسم بہار میں خوابیدہ شہوانیات میں بیداری پیدا ہو جاتی ہے اسی موسم میں انسان کی طبیعت میں شگفتگی انبساط اور رونق کے آثار نمودار ہو جاتے ہیں۔

صحراء عراق اور فرات کے سواحل پر پندرہ سال گشت و سیاحت کرکے وہاں کے باشندوں کے اقوال سے میں اس نتیجہ پر پہونچا کہ دیہاتی موسم ربیع میں دیگر فصول کی بہ نسبت فعل جنسی کا زیادہ ارتکاب کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ غیر معمولی موسمی حالات و کوائف میں جماع کرنا حمل کے لئے ضرر رساں اور نقصان دہ ہے۔

یہ بھی ضروری ہے کہ خوف کینہ نا امیدی یاس اور دیگر اعصابی تاثرات

کے وقت جماع نہ کیا جائے اور نیز جسمانی یا دماغی غیر معمولی مشقت و تکان کے بعد بھی اس فعل سے پرہیز کیا جائے بلکہ اس کے لئے اضطراب اور سکون قلب کا انتظار کرنا چاہیئے۔

زوجین کی کیفیات

پہلے یہ بیان کر دیا گیا ہے کہ لاغر اندام والدین کی اولاد ان ہی جیسی ہوتی ہے اس کے برعکس تندرست و طاقتور اشخاص کی نسل قوی اور تندرست ہوتی ہے لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ پر قوت اور صحیح المزاج والدین کی اولاد کمزور اور بیمار ہوتی ہے اس کا سبب دریافت کرنے کے لئے تنقیح کے وقت کی تحقیق ضروری ہے کیونکہ صرف یہی کافی نہیں ہے کہ جماع سے پہلے والدین کی صحت و قوت اعلیٰ درجہ کی ہو بلکہ دوران جماع میں بھی دونوں کی تندرستی ضروری ہے اگر جماع کے وقت والدین کے قویٰ میں ضعف ہوا ور ارادہ میں پختگی اور عزم نہ ہو تو یقیناً حمل میں بھی ضعف و انحطاط کے آثار نمودار ہوں گے اب یہ ممکن ہے کہ والدین میں وہ چستی و نشاط جو جماع سے پہلے تھی پھر پیدا ہو جائے۔ لیکن جماع کے وقت چونکہ تندی اور چستی مفقود تھی اس لئے اولاد تو کمزور اور لاغر ہی ہو گی اور اس کی ذمہ داری والدین ہی پر عائد ہوتی ہے کیونکہ وہ ہی اولاد کی حیات بخشی اور پیدائش کا اصل مبدء ہیں یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ والدین میں تمام مظاہر قوت و صحت موجود ہوتے ہیں لیکن ان کی اولاد نحیف لاغر اور کمزور ہوتی ہے اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ والدین نے مباشرت اس وقت کی ہو گی جبکہ طویل بدنی یا دماغی کام کی وجہ سے ان کے اعصاب میں تکان پیدا ہو گئی تھی، یا زیادہ بیدار رہنے ناچ گھروں میں شب گذاری کرنے اور تھیٹروں میں تماشہ دیکھنے سے ان کی قوت تخیلہ میں مختلف اثرات پیدا ہو گئے تھے،

مباشرت کے وقت اچھے خیالات سامنے رکھو

انسان کو یہ بات ہرگز نظر انداز نہ کرنا چاہیئے

کہ وقت مباشرت آئندہ پیدا ہونیوالی مخلوق کی زندگی زبردست اثرانداز ہے۔ والدین کو یہ امر گوش گزار اور ہوش نشین کر لینا چاہئے کہ یہ اساسی نقطہ مسلمہ ہے کہ دوران جماع میں والدین کی جو جسمانی و دماغی کیفیت پیدا ہوتی ہے اس کا حمل ضرور اثر گیر ہوتا ہے اس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ والدین کے اچھے یا برے اخلاق و اطوار اولاد کی طرف ضرور منتقل ہوتے ہیں جوش غضب۔ شدید غم یا نشہ کی حالت میں جو استقرار حمل ہوتا ہے اس سے ضرور کمینہ اور ذلیل اخلاق کی نسل پیدا ہوتی ہے اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ ایسی اولاد پیدا ہو کر فضا حیات میں زندہ بھی رہے گی تب بھی جسمانی اور دماغی امراض میں مبتلا رہ کر والدین کے لئے خصوصاً اور عام افراد انسانی کے لئے عموماً بڑی مصیبت کا باعث بنے گی۔ اگر ان تفاوت و اختلاف کی وجہ معلوم کرنا ہے تو یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ تندرست اور قوی اشخاص کی اولاد کمزور اور ضعیف کیوں ہوتی ہے۔ بے شک اس امر کو ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ جماع کے وقت والدین کی صحت اچھی نہیں ہوگی اس وجہ سے لاغر اندام نسل پیدا ہوگی یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ تن پرستی اور کثرت مباشرت کے وقت بھی اولاد نحیف الجثہ اور کمزور عقل کی ہوتی ہے نشہ کی حالت میں اگر حمل قرار پا جائے تو اولاد میں یا تو دیوانگی ہوگی یا مرگی کا مرض، حکیم دیو جانس کو ایک روز ایک پاگل شخص ملا حکیم نے کہا کہ جب تیرا نطفہ شکم مادر میں جاگزیں ہوا تھا اس وقت تیرا باپ مخمور تھا نشہ کی حالت میں جو قرار حمل ہوتا ہے اس سے اولاد کے اعضاء میں ضعف و انحطاط رونما ہوتا ہے اس کا اصلی سبب یونانی مائیتھالوجی سے اس کی تفصیل اس طرح معلوم ہوتی ہے کہ کوتر (دیوتاؤں کی شراب) کے بخارات سے مشتری کو جب جوش و ہیجان ہوا تو اس نے اپنی زوجہ یونون (دیوتاؤں کی ملکہ) سے جنسی میلان کا اظہار کیا جس کی وجہ سے وہ حاملہ ہوگئی اور جب وضع حمل کا وقت آیا تو مسخ شدہ بچہ پیدا ہوا۔ دیوتاؤں نے اس کو کوہ اولمپیا سے نکال باہر کر دیا۔ زوجین کو یہ غیر قابل تردید حقیقت ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ انحراف صحت زیادہ تھکن یا اعصابی

انحطاط کے وقت جماع کرنے سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے وہ وقت سے پہلے فنا ہو جاتی ہے اور اگر فضار حیات میں زندگی کی کچھ سانسیں لیتی بھی ہے تو موت تک مصیبت و تکلیف اور مسغنت میں بسر کرتی ہے انسانیت کے ذلیل مراکز ور بدترین سوسائیٹیوں میں اس قسم کے واقعات روزانہ نو بہ نو اور تازہ بتازہ واقع ہوتے رہتے ہیں ہاں اعلیٰ طبقہ میں ان کا حدوث کم ہوتا جاتا ہے، چونکہ کثرت مباشرت عش پرستی اور انحطاط جسم کے وقت طبیعت تلقیح اور استقرار حمل سے کنارہ کش ہو جاتی ہے اسوجہ سے بدصورت لاغر اندام نسل ان میں معمولی تعداد سے کم نظر آتی ہے ایک انگریزی مثال مشہور ہے کہ پامال مقام پر گھاس نہیں پیدا ہوتی ہے اس لئے شہوت پرست عورتوں کا وہ طبقہ جو کثرت مباشرت میں مبتلا ہے یا اس کا دلدادہ ہے استقرار حمل سے محروم رہتا ہے بہرہم مکرر گوش نشین کرنا چاہتے ہیں کہ جب تناسلی اور فعل جنسی کی غیر معمولی حدت استقرار حمل کے لئے ضرر رساں ہی کیونکہ بدکاری شہوت پرستی اور اعتدال سے بڑھی ہوئی عیاشی سے نظام عصبی تباہ ہو کر تناسلی فرائض میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔

مباشرت کے وقت بناؤ سنگھار

لوئس چہاردہم نے ایک مرتبہ اپنے ایک طبیب سے دریافت کیا کہ اس کا کیا سبب ہے کہ جو لڑکے میری بیوی نے میرے لئے چھوڑے تھے وہ تو لاغر اور بدصورت تھے، لیکن اور عورتوں سے جو میری اولاد ہوئی وہ خوبصورت اور طاقتور ہے۔ طبیب نے جواب دیا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ نہر مجتبی حکومت اپنے عائد بن کو نہیں دینا چاہتے۔ مہینہ کے تمام ایام بھی قرار حمل کے لائق نہیں ہیں بلکہ تجربے سے ثابت ہوا ہے کہ حیض آنے سے دو روز پیشتر یا سیلان حیض کے انتہا کے وقت یا انقطاع حیض کے دن عموماً حمل قرار پاتا ہے کیونکہ البتری بولیضہ پورے طور پر پختہ ہو کر مبیض سے نکل کر بوق کی دیوار وں کے ساتھ آویزاں ہو جاتا ہے اور اس جگہ منوی جراثیم اس کے ساتھ مل کر نطفہ خضری کا

باعث بنتے ہیں اس دوران میں عورت کا تناسلی نظام سخت بیتاب ہوتا ہے کہ کسی طرح
منوی جراثیم کو رحم جذب کرے اس کے بعد جتنے دن گذرتے جاتے ہیں قرار حمل دشوار ہوتا
جاتا ہے یہاں تک کہ آئندہ ماہ کی ابتدا میں استقرار ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس لئے زوجین
کو اس قاعدہ کے موافق مناسب حالت کا التزام کرنا ضروری ہے ایک یہ بات بھی تجربہ میں
آئی ہے کہ اگر مباشرت کا پلنگ اور بستر نرم اور نفیس ہو چاروں طرف خوشبودار
پھول رکھے ہوئے ہوں، سیج سجی ہوئی ہو، کمرہ میں مختلف عمدہ عمدہ تصویروں
اور نقشوں سے خوب زیب وزینت اور آرائش ہو تو اولاد حسین وجمیل اور خوبصورت
پیدا ہوتی ہے اور اگر جماع کا مکان میلا کچیلا گندہ اور متنفر انگیز ہو تو نسل بدصورت
ہوتی ہے کیونکہ ماحول کی کیفیات زوجین کے تخیل پر ضرور اثرانداز ہوتی ہیں۔ اگر آس
پاس پسندیدہ اور دلچسپ مناظر ہوں تو لذت میں اضافہ اور حواس میں شگفتگی اور
انبساط پیدا ہوتا ہے اولاد اپنے والدین کا فوٹو ہوتی ہے فعل جنسی کے وقت والدین کی
جو حالت ہوگی وہی حالت اولاد کی بھی ہوگی، دیکھو اگر کوئی اپنا فوٹو اتروانا چاہتا ہے
تو اس کے لئے راحت وسکون کا منتظر رہتا ہے اپنے بدن اور لباس کی جانب بھی کچھ
نہ کچھ توجہ ضرور کرتا ہے پھر جنسی مباشرت کے لئے اس قسم کی احتیاط کو مدنظر کیوں نہ رکھا
جائے حکیم جالینوس کو ایک واقعہ پیش آیا کہ ایک رومانی شخص مفلس بدصورت اور کوزہ
پشت تھا۔ جب اس کا لڑکا پیدا ہوا۔ تو وہ بھی بدشکل اور بدہیئت تھا۔ اس شخص کو
لڑکے کی بری صورت دیکھ کر خیال پیدا ہوا کہ اس کی اولاد نہایت کریہ المنظر ہوگی
اس لئے جالینوس سے مشورہ طلب کیا۔ حکیم نے رائے دی کہ جماع کے وقت تین فوٹو
بستر مباشرت کے آس پاس اس طرح رکھو کہ ایک پاؤں کے پاس ہو اور دو ادھر
ادھر دونوں طرف تاکہ تمہاری بیوی اس جمال خیز مشاہدہ سے کیف اندوز ہو اس
اس شخص نے طبیب کے مشورہ کے موافق عمل کیا نتیجہ یہ ہوا کہ ایسا خوبصورت حسین

ذہیل لڑکا پیدا ہوا جس کا گمان بھی نہ تھا۔

ڈمیری نے اپنی کتاب حیاۃ الحیوان میں ذکر کیا ہے کہ اگر عورت کے سامنے خوبصورت بچہ کی تصویر اس طرح رکھی جائے کہ جماع کے وقت عورت کی نظر اس پر پڑے تو لڑکا اکثر اعضاء کے اعتبار سے اسی بچہ کے مشابہ پیدا ہوگا ڈیناس ہیران نے ایک حسین سوار کی تصویر اپنی بیوی کے پلنگ کے سامنے لٹکا رکھی تھی تاکہ آئندہ نسل خوبصورت پیدا ہو یونانی طبقہ حسن وجمال میں تمام دنیا میں پایۂ شہرت رکھتا تھا ان کی عورتیں عموماً سینہ پر سنگ مرمر کی مورتیاں تراش کر لٹکا لیا کرتی تھیں ان مورتیوں کی شکل دیویوں اور دیوتاؤں یا نصف دیوتاؤں کی خوبصورت جاذب نظر تصویروں سے ملتی جلتی ہوتی تھی، چنانچہ ابولوں کا ستور، پولوکس یا زہرہ، منیرفا اور دیگر ان خوبصورت دیویوں کی مورتیاں ہوتی تھیں جن کی تصویریں اور مجسمے باغات پارک عام گذر گاہوں اور پردوں میں قائم کئے جاتے تھے اس ذریعہ سے یقیناً انہوں نے اولاد کی حسن افزائی میں کامیابی حاصل کی پھر ہم ان کی طرح ان طریقوں پر عمل پیرا ہو کر کامیابی کیوں حاصل نہیں کر سکتے۔

مباشرت سے پہلے خاص اہتمام اور تدبیریں

زوجین کو فعل تناسلی کے لئے کم از کم آٹھ روز تک تیاری کرنا چاہئے اس دوران میں جماع کو قطعاً ترک کر دینا چاہیئے تاکہ مرد کی منی کامل طور پر پختہ ہو جائے اور عورت کا نظام تناسلی بھی منی کو قبول کرلے اور اس کی نگہداشت کرنے کا اچھی طرح قابل ہو جائے۔ زندگی کو تمام درستگی بخشنے والے امور اعتدال کے ساتھ استعمال کرنا چاہیئے تکلیفدہ اسباب اور ایسے فرائض سے بالکل پرہیز کرنا چاہئے جن سے اعصابی نظام میں مختلف شدید تاثریں پیدا ہو کر وظائف حیات میں بدنظمی اور خرابی پیدا ہوتی ہو قوت ہضم کے موافق لغذیہ

بخش عمدہ غذائیں کہانا چاہئیں۔ کیونکہ کہانے پینے کی کثرت بھی جسمانی ساخت پر ضرور اثر ڈالتی ہے بدن یا دماغ کو تہکانے والے تمام کام ترک کردینا چاہئیں اور یہ ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ صبح کے وقت ریاضت کرنے اور معتدل کام کرنے سے نیز شہر کے باہر صاف ہوا میں رہنے سے پھیپڑوں میں صاف ہو پہونچ کر خون میں قوت پیدا ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے بدن میں انبساط و فرحت محسوس ہوتا ہے جب آٹھ روز گذر جائیں تو دولوں کو باہم مشورہ کرنا چاہیئے، کہ کیا دونوں کی صحت درجہ کمال پر ہے، کسی کو کچھ نقصان یا سوء مزاج تو نہیں ہے اگر کسی کی صحت میں کچھ بھی خرابی ہو تو تا وقتیکہ صحت اصلی حالت پر نہ آجائے اس فعل کا ارتکاب نہ کریں۔

خوبصورت اولاد پیدا کرنے کے لئے جماع کا مناسب وقت صبح کا ہے کیونکہ اس وقت بدن اپنی حسبِ دآرام کا حصہ نیند کے ذریعہ سے حاصل کر چکا ہوتا ہے اس وقت مرد کو عورت سے پیار و محبت سے مباشرت کرنا چاہیئے۔ اور عورت کو اپنی رغبت خاطر کا اظہار کرنا چاہیئے، تاکہ شہوانی قوت میں انبساط پیدا ہو اور دونوں محبت اور خوشی کے ساتھ دلی مدعائیں حاصل کر سکیں۔ صرف یہی تدابیر نہیں ہیں بلکہ اور بھی ایسے چند امور ہیں جو اہمیت و فائدہ میں ان سے کچھ کم نہیں ہیں مثلاً مدت حمل میں عورت کا جسمانی و دماغی سکون، دوران حمل میں مرد کی عورت کے ساتھ مادی و اخلاقی رفتار زندگی۔ پیدا ہونے کے بعد بچہ کو دودھ پلانے کی کیفیت اس کی صحت کی نگہداشت۔ بچہ کی غذا اور ورزش کا لحاظ اور ان مناظر و ماحول کی خوبی جن پر اس کی نظر پڑتی ہے وغیر ذلک۔ یہ تمام تدابیر ہیں جو بچہ کے چاق و چوبند اور خوبصورت ہونے کے لئے معاون ہیں۔

حاملہ کی رفتار حیات

مدت حمل میں عورت کو باقاعدہ رفتار رکھنی چاہیئے۔ تاکہ قلبی راحت اور دلی سکون حاصل ہو کیونکہ خوشی

ونم جیسے شدید موثرات سے اندرونی حمل کو نقصان پہونچتا ہے اس لئے ان تمام امور سے کنارہ کش ہوجانا چاہیئے۔ جو جسمانی یا دماغی سکون کے لئے سنگ راہ ہیں اگرچہ اس کو پریشان کرنے والے اور قلق و اضطراب پیدا کرنے والے کچھ امور درپیش آجائیں تو عقل کی متانت و استقلال سے ان کو نظر انداز کرکے پھر راحت و سکون حاصل کرنا چاہیئے اور پراگندہ حواس کو از سر نو جمع کرنا چاہئے، خلاصہ یہ ہے کہ حزن و ملال سے علیحدہ رہنا چاہیئے خوشی و سرور کی طرف مائل ہونا چاہیئے بہجت انگیز اشیاء کی طرف اپنی نظر اور خیال کو منعطف کرنا چاہیئے، تاکہ بہترین وجدانیات اور لطیف احساسات پیدا ہوں اب اگر کچھ حزن افزا الم انگیز واقعات درپیش ہو جائیں تو اس کی یہی تدبیر ہے کہ دل خوش کن خیالات اور فرحت بخش تذکروں کی جانب اپنی عنان تخیل کو پھیرلے۔

عورت کے لئے لازم ہے کہ تمام اثر انگیز بیرونی واقعات اور موسمی انقلابات سے کنارہ کش رہے کیونکہ بہت ممکن ہے کہ اس سے اس کی صحت پر برا اثر پڑے اگر اتفاق سے بیمار ہو جائے تو فوراً کسی ہوشیار طبیب سے مشورہ کرکے جلد از جلد علاج کرنے میں سرگرم ہو جائے، حاملہ عورت کو یہ مسلم الثبوت حقیقت دماغ نشین کرلینا چاہیئے کہ اس کے بدن یا دماغ پر جو کچھ اچھی یا بری کیفیت وارد ہوتی ہے اس سے اندرونی حمل ضرور اثر پذیر ہوتا ہے، اگر عورت کا تعلق لیبرل گروہ سے ہو تو اس کو چاہئے کہ آہستہ آہستہ کام انجام دے سخت تعجب انگیز کوشش میں اپنے نفس کو مبتلا نہ کرے یہ امر بھی عورت کے لئے ضروری اور فائدہ رساں ہے کہ اعتدال کے ساتھ ورزش و ریاضت صاف ہوا حاصل کرنے کے لئے پرفضا مقامات میں تفریح کرے۔ آخر میں ہم یہ بتا دینا ضروری خیال کرتے ہیں کہ آرام و آسایش سے بھی اس حد تک بہرہ اندوز ہونا چاہیئے، کہ ضرر و نقصان کا باعث نہ ہو افراط سے بہرحال احتراز رکھنا چاہیئے

حاملہ کے ساتھ شوہر کا حسن وسلوک کی اکثر اقوام کے نزدیک حاملہ عورت

مقدس خیال کی جاتی ہے۔ اگر دوران حمل میں کوئی شخص اپنی حاملہ بیوی کی دل آزاری کرتا تھا تو قانوناً اس کو سزا دی جاتی تھی، جمہوریونان اور اہل روما نے حاملہ عورتوں کی پاسداری اور احترام کے متعلق ایک قانون بنایا تھا جو شخص راستہ میں یا عام گذرگاہوں میں کسی حاملہ عورت سے ملتا تھا۔ اس کے لئے لازمی تھا کہ اس کو سلام کرے اس کے گذرنے کے لئے راستہ چھوڑ دے۔ سقراط اور اناذاگو تو اگر کسی عورت کو حاملہ دیکھتے تھے تو انہار کے تنگ راستوں میں دیوار کی طرف بچ کر اس کے گذرنے کے لئے راستہ چھوڑ دیتے تھے، اموسیوس فاتح تورنتیہ اگر کسی عام فردگاہ کو جاتا تھا تو اپنے اردلی اور سپاہیوں کو حکم دیدیتا تھا کہ اگر حاملہ عورت ادھر سے گذرے تو تم ایک طرف کو ہٹ جانا اور اپنے ہتیار اس کے سامنے جھکا دینا۔

اثینا اور قرطاجنہ میں تو یہ دستور تھا کہ اگر کوئی قاتل حاملہ عورت کے مکان میں پناہ گزیں ہو جائے تو وہ قصاص سے بچ جاتا تھا یہود کے نزدیک حاملہ کو حرام گوشت کھانے کی اجازت تھی جو شخص بے سمجھے علاج کرنے سے یا کسی اور سبب سے حاملہ عورت کی ضرر رسانی اور نقصان کا باعث ہوتا تھا تو مولوی شریعت میں اس کو مرتے دم تک سخت سزائیں دی جاتی تھیں۔ اس زمانہ میں تو وہ اخلاق اور عادات ہی بدل گئے۔ سوائے ترقی یافتہ مہذب طبقہ کے اس احترام و پاسداری کا نام و نشان ہی اور لوگوں میں باقی نہیں رہا۔

حاملہ عورت کا احترام کرو

اسفل اور زیریں طبقہ کے تو بہت سے افراد اپنی حاملہ عورتوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے ہیں اور کبھی کبھی ان کو زجر و توبیخ اور سزا بھی دیدیتے ہیں۔ متوسط طبقہ میں سے بھی جاہل وحشی جانور اپنی بیویوں کی توہین و تحقیر کرتے ہیں اور اپنی

اولاد کی ماں کو ذلیل سمجھتے ہیں جو لوگ والدین کے شریف نام سے موسوم ہیں اور جن کی سعادت و بہبودی ان کی بیویوں کی بہبودی و فلاح صحت اور درستی مزاج و اعضاء پر موقوف ہے ان کے لئے مناسب ہے کہ مذکورہ ذیل تعلیم پر کاربند رہ کر اس پر عمل درآمد کریں۔ حاملہ بیوی کے ساتھ لطف نرمی سے پیش آئیں کشادہ پیشانی محبت والفت اور مہربانی و مراعات سے اس کے ساتھ برتاؤ کریں کوئی ایسا کام نہ کریں جو اس کی مرضی کے خلاف یا اس کو تکلیف پہونچانے والا ہو اگر چہ وہ بیان خاطر فعل خاص کی جانب ہو کر ایسی طرح اس کا ارتکاب کریں کہ بچہ کو ضرر کا باعث نہ ہو اگر تکمیل خواہش سے عورت کی صحت کو ضرر پہونچتا ہو تو دانشمندی اور ہوشیاری سے سمجھانا چاہیئے لیکن اس کے احساسات و جذبات کو رحمی کر کے اس کے غضب کی آگ کو بھڑکانا نہ چاہیئے۔ کچھ ایسی دل کش اور جاذب توجہ باتیں اختیار کرنی چاہئیں جن سے جنسی رغبت و خواہش کی تلافی ہو سکے۔

کبھی کبھی عورت کو اعصابی اضطراب اور بےچینیاں پیدا ہو جاتی ہیں جن کی وجہ سے ... تکلیف ... پریشان خیالی دامن گیر ہو جاتی ہے ایسے وقتی حالات کا لحاظ کرتے ہوئے مرد کے لئے مناسب ہے کہ اس سے بار بار استفسار نہ کرے بلکہ اگر وہ تنہائی کی طالب ہو تو اس کو اس کی حالت پر چھوڑ دے اور جب اس کا وہ قلق و اضطراب زائل ہو جائے تو مہربانی محبت نرمی اور پوری پاسداری کے ساتھ اس کے دل کو اپنے دل سے ملائے اس کی خوشی اور سرور کے لئے ہر لطف افزا ذریعہ مہیا کرے۔ جب ان تمام امور کو مد نظر رکھتے ہوئے ان نصائح پر کاربند ہو جائیگا تو بلا روک ٹوک اس سعادت کو دونوں مل کر حاصل کریں گے، جو دونوں کا اصل نقطۂ خیال ہے۔ یعنی تندرست اور متناسب الاعضا اولاد پیدا ہوگی۔

بعض مفید احتیاطیں

سابق میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ صرف یہی امور مقصد مذکورہ کے حصول کے

لئے کافی نہیں ہیں بلکہ اور بھی چند اہم بانشان ضروری امور ہیں جو اہمیت میں کسی طرح مصرحہ بالا امور سے کم نہیں ہیں مثلاً دوران حمل میں حاملہ کی رفتار صحت بچہ کی غذا اس کی تربیت و پرورش وغیرہ۔

انسان کو یہ جان لینا ضروری ہے کہ جسمانی کمال سے تکمیل عقل وابستہ ہے نکاح اور تناسلی فعل بڑی ذمہ داری انسان پر عاید کر دیتا ہے۔ اجتماعی مجالس و سوسائٹیوں میں یہی ایک ایسی مضبوط بندش ہے جو اہل و عیال کے بار ثقیل کو کندھے دوش پر رکھکر خوب مضبوط باندھ دیتی ہے اسلئے مناسب ہے کہ انسان اپنا نقطہ نظر اور مطمح خیال صرف لذت اندوزی کو نہ بنائے بلکہ غایت مقصود نتیجہ کو خیال کرے اور ان گمراہ کن تین اسباب پر فریفتہ ہو کر دہوکہ نہ کھا جائے جو حسن انتخاب کیلئے سنگ راہ بنتے ہیں یعنی مال جمال اور عزت بلکہ اس درجہ کا انتخاب کرنا چاہیئے جس کے تمام جسمانی اور دماغی صفات اعلیٰ درجے کے ہوں تندرست اور حسین و جمیل نسل پیدا کرنے کیلئے لایق ہو۔ عربی کی ایک ضرب المثل ہے کہ جاہل آدمی مال کا طلبگار ہوتا ہے اور دانشمند کمال کا۔ آخر میں ہم یہ کہدینا چاہتے ہیں کہ انسان کو کثرت مباشرت میں مشغول ہوکر اپنے کو کمزور نہ کر لینا چاہیئے بلکہ اعتدال کے ساتھ فریضہ مردمی ادا کرنا چاہیئے اور اپنا نصب العین اس ضابطہ کو بنا لینا چاہیئے کہ جہالت اور کثرت جماع سے جو ضعف و نقاہت اور بیماریاں دامنگیر ہو جاتی ہیں ان کا اثر بے قصور اولاد پر ضرور پڑتا ہے اور تمام عمر ان بیچاروں کو باپ کی حرکات کا خمیازہ اٹھانا پڑتا ہے۔

عاشق و معشوق کی اولاد

غیر شرعی اولاد

اس مسئلہ کے متعلق علم وظائف الاعضاء اور تجربہ ہمکو عام خیالات کے برخلاف نتیجہ پر پہونچاتا ہے سب سے اول یہ جاننا ضروری ہے

کہ نسل حرام کی دو قسمیں ہیں نمبر۱ وہ اولاد جن کے ماں باپ ایک دوسرے کے عشق میں تباہ ہو رہے ہوں نمبر۲ وہ اولاد جن کے ماں باپ میں کچھ محبت والفت نہیں صرف ضرورت پورا کرنے کیلئے مرد نے عورت سے فعل زوجیت کا ارتکاب کیا ہے اب ہم اندرونی اور غیر ناتولی اولاد سے قطع نظر کرتے ہوئے فعل جنسی کی اس کیفیت کو واضح کرنا چاہتے ہیں جو اس کے نتیجہ میں یہ اولاد پیدا ہوئی ہے۔

جو مرد و عورت ایک دوسرے کی محبت میں گرفتار ہوتے ہیں وہ پوشیدہ طور پر لوگوں کی نظروں سے بچکر اس فعل کا ارتکاب کرتے ہیں عورت سخت قلق و اضطراب میں مبتلا ہوتی ہے فعل زنا کے ارتکاب سے اس کا دل دھڑکتا ہے اگرچہ مرد کی محبت میں بخود ہوتی ہے اس کی شیفتہ اور دلدادہ ہوتی ہے اس سے ملاقات کرنے کے لئے بیتاب ہوتی ہے لیکن اس سے وہ خوف دور نہیں ہو سکتا جو اس کے تمام بدن پر طاری ہوتا ہے اور نہ اس سے وہ اپنے ضمیر کی ملامت کو زائل کر سکتی ہے اسکا دل خود اس فعل پر ملامت کرتا ہے اسی وجہ سے عموماً اس طرح کی مباشرت میں اس کو کچھ کیف و لذت حاصل نہیں ہوتی بلکہ خیالات میں اضطراب اور دل پر لرزہ پڑا رہتا ہے اعضا تناسل میں تشنج اور انقباض پیدا ہو جاتا ہے جسکی وجہ سے عمل تلقیح میں کم و بیش خرابی پیدا ہو جاتی ہے ایسی حالت میں اگر حمل قرار پا جاتا ہے تو پھر اس کی جسمانی اور دماغی حالت و کیفیت دیکھنے کے قابل ہوتی ہے۔ ابتدا میں اس کا ضمیر اس کو ملامت کرتا ہے اضطراب و گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے اور جسقدر حمل کا ظہور ہوتا جاتا ہے اتنا ہی اسکی گھبراہٹ میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اس روز افزوں اضطراب سے نظام عصبی بھی اثر پذیر ہوتا رہتا ہے ہمیشہ فکر دامنگیر رہتی ہے دل پر لرزہ طاری رہتا ہے اور ہر وقت یہ غم جان کو گھلاتا رہتا ہے کہ جب حمل کا اظہار ہو گیا تو کیا ہوگا کس قدر شرمندگی اور خجالت اٹھانی پڑے گی یہ خیال کر کے مضبوط پٹی کس کر کمر پر باندھتی ہے معدہ پر خوب دباؤ ڈالتی ہے اس بادکیوجہ سے

اعضاء ضعیف کمزور ہو جاتے ہیں۔ غذا کی اتنی مقدار ہضم نہیں ہو سکتی جو اس کے اور اس کے بچہ کے لئے کافی ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ تمام موانع اور بچہ کے واسطے غذا کی کمی یہ سب امور بچہ کو مجبور کرتے ہیں کہ پردۂ عدم سے ہستی میں قدم رکھنے سے پہلے ہی تمام گردشوں اور تازہ بتازہ حوادث مصائب کو برداشت کرے اسی وجہ سے اس کا نمو کامل نہیں ہو سکتا۔ اس پر اگر اس پریشانی فکر اور یاس کا اضافہ کر دیا جائے جو اس بدبخت عورت کو ہر وقت گھیرے رہتی ہے۔ (اور یہ حالت فیصدی نوے کی ہوتی ہے) اور اس کا دوست اسکو اس ناگفتہ بہ حالت میں چھوڑ کر بالکل علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اس حالت پر بھی نظر کی جائے تو پھر اس میں کچھ شبہ نہیں رہتا کہ زنا کی اولاد نکاح کی اولاد سے یقیناً بدتر اور ردی حالت میں ہوتی ہے۔

شرعی اور غیر شرعی اولاد کا موازنہ

اس کے برعکس جب ہم نکاحی اولاد کی حالت دیکھتے ہیں اور زوجین کی صحت اور دیگر ضروری شرائط کو مدنظر رکھتے ہیں تو ان کی حالت سطح ارتقائی کے اعلیٰ درجہ پر پہنچی ہوئی معلوم ہوتی ہے اگر اتفاق سے کبھی حرام کی اولاد جسمانی اور دماغی اوصاف میں امتیازی پایہ رکھتی بھی ہو (اگرچہ اس کی نظیر قدرت اور کمیابی سے آگے نہیں بڑھ سکتی) تو بھی اس سے اس مسلمہ عام قاعدہ کا نقض نہیں ہو سکتا اور اگر ان کی حالت بھی نظر تحقیق سے دیکھی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے والدین اگرچہ باقاعدہ سلسلۂ ازدواجی نہ رکھتے تھے لیکن ہمیشہ ساتھ رہتے تھے زوجیت کی ضروریات اور راحت و آرام کے تمام اسباب ان کے لئے مہیا تھے چنانچہ اگر ان بچوں کا نظام التعداد دیکھا جائے جو راستہ میں پڑے ہوئے ملتے ہیں تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ان کی جسمانی ساخت اور بدنی ترکیب دیگر بچوں کے مقابلہ میں ردی ہوتی ہے بلکہ ان میں سے ½ تو چودھویں ماہ سے پہلے ہی کوچ کر جاتے ہیں اور ربع و دمم کی صورتیں بگڑی ہوئی ہوتی ہیں جسمانی ترکیب نہایت

بہت درجہ میں ہوتی ہے باقی آخری نصف میں سے فیصدی پچاس بد درت ... منتظر ہوتے ہیں اور یہ سب اسی غلطی کا نتیجہ اور اسی کج روی کا خمیازہ ہے جو اُن کے والدین سے ظہور پذیر ہوئی تھی۔

والدین کی خصوصیات کا اثر

اولاد میں والدین کی خصوصیات اثر کرتی ہیں

علم وظائف الاعضاء (فزیالوجی) میں

وراثت کے یہ معنے ہیں کہ والدین کے جسمانی یا دماغی خصوصیات بطور میراث کے اولاد کی طرف منتقل ہو جائیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں نمبر ا دائمی وراثت نمبر ۲ انتقال پذیر وراثت یا متعدی اوصاف۔

(ا) یہ وراثت تو ایک عام قاعدہ کے ماتحت ہوتی ہے ہر جنس یا نوع سے اُسی قسم کے افراد پیدا ہوتے ہیں جو اس جنس یا نوع کے ذیل میں مندرج ہیں۔ انسان سے انسان کتے سے کتا بکری سے بکری وغیرہ پیدا ہوتے ہیں ہر حیوان سے اسی طرح کا حیوان اور ہر گھاس سے اسی جیسی گھاس پیدا ہوتی ہے اور پھر اس میں اسی کا پھل آتا ہے۔

(۲) اس کا ظہور اچھے یا بُرے دماغی خصوصیات وصفات میں ہوتا ہے لیکن اس کا کوئی کلی نظام یا عام قاعدہ نہیں ہے۔ بہتیرے نادر و مثل تو اس سے خارج ہیں۔ یہ جائز ہے کہ موروثی خصوصیت اولاد میں والدین سے کم یا زیادہ ہو یا بالکل نہ ہو یا ایک پشت میں ہو پھر مدت دراز تک چند نسلوں سے منقطع ہو جائے اور پھر از سر نو عود کر آئے بہر حال والدین کے خصوصیات کا انتقال اور عدم انتقال دونوں جائز ہیں اس لئے اس کا کوئی عام قاعدہ نہیں بنایا جا سکتا۔ کیونکہ اس میں بشمار تغیرات

اور تبدیلیاں واقع ہوتی رہتی ہیں۔ ڈاکٹر ہراسپیر لوقا نے اپنی ایک ممتاز علمی تالیف میں بیان کیا ہے کہ کسی شخص میں جو اوصاف پیدا ہوتے ہیں اس کی چند صورتیں ہوتی ہیں۔

(۱) والدین سے منتقل ہو کر آئیں یہ تو وراثت بالمباشرت کہلاتی ہے۔

(۲) چچا یا ماموں سے منتقل ہو کر آئیں یہ وراثت غیر مستقیمہ ہے۔

(۳) دادا سے متعدی ہو کر باپ کی پشت کو چھوڑ کر پوتے میں منتقل ہو جائیں یہ رجعی وراثت ہے۔

(۴) کسی عورت کی دوسرے شوہر کی اولاد میں پہلے شوہر کے اوصاف پائے جائیں یہ وراثت تاثیری ہے۔

وراثت بالمباشرت میں تو کوئی اختلاف ہی نہیں ہے کبھی باپ کی خصوصیات اولاد میں پائے جاتے ہیں اور کبھی ماں کے۔

وراثت رجعی اس اولاد میں ہوتی ہے جو بجائے والدین کے ساتھ مشابہ ہونے کے دادا کے ساتھ مشابہ ہوتی ہے یعنی ایک پشت درمیان میں ان خصوصیات سے خالی رہتی ہے کبھی تین تین چار چار پشتیں بھی اس سے خالی رہتی ہیں اور بعد کو موروثی اوصاف کا ظہور ہوتا ہے۔

وراثت تاثیری اولاد اپنے ماں باپ کے مشابہ نہ ہو بلکہ اس شخص کے مشابہ ہو جس سے اس کی والدہ کا پہلے ازدواجی تعلق رہ چکا ہے اس کا ثبوت اس بات سے ہوتا ہے کہ جب کوئی عورت شوہر کے انتقال کے تین سال بعد دوسرا نکاح کرتی ہے اور اس دوسرے شوہر سے اولاد ہوتی ہے تو اس میں اپنے والد کی کوئی علامت نہیں ہوتی ہے بلکہ اس میں عورت کے سابق شوہر کی نشانیاں موجود ہوتی ہیں۔ اس قسم کے واقعات انسانوں میں عموماً اور حیوانات میں خصوصیت

نادر ہیں۔

امریکہ کی مثالیں

سنیسر نے فنیٹ سے نقل کی ہے کہ ریاستہائے متحدہ میں چند مرتبہ ایسا واقعہ ہوا کہ کسی گورے رنگ کی عورت نے پہلے کسی کالے آدمی سے شادی کی اور پھر اس کے بعد کسی گورے سے تو اس گورے شخص سے جو اولاد پیدا ہوئی اس میں کالے آدمی کے کچھ خصوصیات موجود ہوتے تھے۔ ڈارون نے مختلف حیوانات کے چند ایسے واقعات بیان کئے ہیں جس سے ہمارے اس نظریہ کی تائید ہوتی ہے۔ اسی کی ایک شاخ اُن خچروں کے سلسلہ وار واقعات بھی ہیں جن سے قدیم وجدید تاریخ کے اوراق سیاہ ہیں حالانکہ ہر شخص جانتا ہے کہ خچری دیگر حیوانات کی طرح بیاہی نہیں جاتی ہے بلکہ دو قسم کے حیوانات کی جفتی سے خچر پیدا ہوتا ہے۔ ہیروڈٹس نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ محاصرہ بابل کے ایک سال آٹھ ماہ بعد زبیر بن معابیر کی خچری بیاہی تھی ابن بطریق کی تاریخ میں ڈمیری سے نقل کی گئی ہے کہ ۴۴۳ کے حوادث میں سے ایک یہ واقعہ بھی ہے کہ جابس کی خچری کے ایک سیاہ بچھیری اور ایک سفید خچر پیدا ہوا۔ دیگر خچریاں جو الجزائر سے پیرس کے حدیقۃ النبلید میں لائی گئیں اُن سے بھی بچے پیدا ہوئے ہیں کو اس زمانے کے نوادر میں سے شمار کیا جا سکتا ہے۔ ہندوستان کے انگریزی مقبوضات میں ایک خچری کے بچھیرا پیدا ہوا اس کی وجہ یہ قائم کی جا سکتی ہے کہ مدت حمل میں مادہ اور جنین کے باہم اتنا گہرا اختلاط و امتزاج ہو جاتا ہے کہ گویا دونوں ایک سے شخص بن جاتے ہیں دونوں کی زندگی ایک ہو جاتی ہے اور ایک ہی خون دونوں کی پرورش و تغذیہ کا سبب ہو جاتا ہے اسی لئے دونوں میں باہم تبادلہ ہو جاتا ہے ماں میں بچہ کی کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں چنانچہ اگر جنین کسی غیر نوع سے تعلق رکھتا ہے تو ماں کے اندر بھی غیر نوعی کیفیت کچھ نہ کچھ ضرور پیدا ہو جاتی

ہے اب اگر اس کیفیت کے سبب کا بار بار وقوع نہیں ہوا تو ممکن ہے کہ پیدا شدہ
کیفیت زوال پذیر ہو جائے لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس غیر نوعی کیفیت کا اثر
ماں کے اندر چند سال تک باقی رہتا ہے اگر یہی غیر نوعی سبب بار بار ایک ہی طرح
پر پیدا ہوتا ہے تو ایسا ہو جاتا ہے کہ ماں کی طبیعت ہی اپنی اصل سے بالکل بدل
جاتی ہے۔ چونکہ والد سابق کی طبیعت کسی قدر موجودہ حمل کی حالت پر ضرور اثر انداز
ہوتی ہے اس لئے ممکن ہے کہ جس گھوڑی کے پہلی مرتبہ خچری پیدا ہوئی ہو اور
دوسری مرتبہ بچھیری اس گھوڑی کی اس بچھیری کو خچری سے اس قدر کامل مشابہت
ہو کر لوگ اس کو خچری ہی سمجھنے لگیں۔

ہوم نے بیان کیا ہے کہ ایک انگریزی گھوڑی سے ایک جنگلے افریقن
گدھے نے جفتی کی اور بچہ جنگلی خچر کی صورت میں پیدا ہوا اس کے بعد اس گھوڑی
کے چار سال کے اندر تین تازی گھوڑوں سے تین شاید بچھیرے پیدا ہوئے۔
جن کی شکل افریقن گدھے سے ملتی جلتی تھی۔ ڈاکٹر ہری نے اپنی غیر معمولی تحقیقات
کے دوران میں بیان کیا ہے کہ اگر کسی تولیدی مادہ سے کوئی نر جفتی کرے تو اس کا
اثر تین یا چار نسلوں تک باقی رہتا ہے اگرچہ یہ بچے دیگر نروں سے کیوں ہوں۔

تمام فزیالوجیکل محققین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ سلسلۂ تاثیر کا جو دستور
حیوانات میں رائج ہے وہی بعینہٖ افراد نوع انسان میں بھی کبھی رونما ہو جاتا ہے چنانچہ
وہ اس کے متعلق بیوہ عورتوں کی ایک کثیر تعداد ثبوت میں پیش کرتے ہیں جن کے
دوسرے شوہر کے بچے کم و بیش پہلے شوہر سے مشابہت رکھتے تھے۔ زندہ اجسام
میں تسلسل مخلوقات کا قانون ایک فطری قانون ہے جس سے ایسا پیدا شدہ
کے نتیجے اشتراک سے برابر پیدا ہوتے رہتے ہیں اور اس مواصلت زن و شوی
سے والدین کے صفات و خصوصیات اولاد کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں انتقال

خصوصیات کی دو قسمیں ہیں نمبر ۱ وراثت جسمانی نمبر ۲ وراثت دماغی۔

اولاد

طاقتور والدین کی اولاد

اعضاء کی ساخت اور جسمانی ہیئت میں جسمانی وراثت کا عام قانون اثر انداز ہوتا ہے چہرہ اور بطون کے علامات جسمانی ساخت اور رنگ سب اس کلیہ کے ماتحت اثر پذیر ہوتے ہیں کسی قوم یا خاندان کے افراد میں اسی کی وجہ سے تشابہ ہوتا ہے۔ اولاد کی مشابہت والدین کے ساتھ ہونیکا یہی اصلی باعث ہے۔

اعضاء کی ترکیب دیگر بدنی خصوصیات تناسب یا عدم تناسب مزاج استعداد ذاتی اور مخصوص قابلیت میں بھی اس قانون کو بڑا دخل ہے جن خاندان کے اسلاف کی عمر زیادہ ہوتی ہو تو وہ طول عمر کی قابلیت رکھتا ہے اس کے برعکس جن اشخاص کی عمر کم نیز صحت پایۂ اعتدال سے گری ہوئی ہو گی ان کی اولاد بھی اس سے ضرور اثر پذیر ہوتی ہے اور یہی کیفیت ان کی بھی ہوتی ہے صحت خراب ہو کر قبل از وقت پنجۂ اجل میں گرفتار ہو جاتے ہیں اگر اتفاق سے موت کا تیر ٹھیک نشانہ پر نہیں پڑتا اور یہ بچ جاتے ہیں تو اس کی وجہ صرف ان کی غیر معمولی نگہداشت اور حفظان صحت کے اصول کی پابندی ہوتی ہے۔

والدین سے اولاد میں منتقل ہونیوالی سب سے بڑی چیز اعضاء کا تناسب یا عدم تناسب اور حسن و قبح ہے قوت و کمزوری کو بھی اسی کے ذیل میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ اس کے ثبوت کے لئے ہم بیشمار شواہد پیش کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اگر گھوڑوں میں نر و مادہ کمزور اور پست قامت ہوں تو طاقتور جسیم نسل کبھی نہیں پیدا ہوتی ہے افراد انسانی بھی اس سے مستثنےٰ نہیں۔ اگر والدین کمزور ہوں

باہم ان کی عمر میں کوئی تناسب نہ ہو تو ہو گا کہ خود اولاد پیدا نہیں ہو گی۔ افراد بشری کی جسمانی کمزوریاں اور ناموزونیاں روز بروز ان بڑے بڑے شہروں میں بڑھتی جاتی ہیں جو کثرت آبادی کے اعتبار سے مایہ ناز خیال کئے جاتے ہیں صحت خراب لاغر اندام پست قامت اعضا غیر متناسب اور بدصورت یہ بڑے بڑے شہروں کے خصوصی نتائج ہیں۔

دیگر حیوانات و نباتات کے برعکس انسان کے پاس اپنے کثیر ذرائع موجود ہیں جن سے مختلف مہلک امراض کے مریضوں کی خدمت کیجاتی ہے اور اگر ان بیماروں کی غیر معمولی بیماری کو کسی شفاخانہ یا دار العلاج میں جانے اور رہنے پر مجبور نہ کرے تو بغیر کسی روک ٹوک کے آپس میں سلسلۂ ازدواج قائم کر لیتے ہیں بڑے بڑے شہروں میں سے ہر مقام پر کثرت سے ہسپتال اور شفاخانے بنے ہوئے ہیں جنمیں ہزاروں مریض اقامت گزیں ہوتے ہیں چنانچہ لنڈن کے دار العلاج میں تیس ہزار مریض موجود ہیں جن میں سے اٹھائیس ہزار اپنے جیسے مریض والدین کا ثمرہ ہیں اور باقی دو ہزار تندرست والدین کی اولاد ہیں۔

اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ تمام جسمانی اختلالات کا باعث وہی بد اعتدالیاں ہیں جو جوانی کے زمانے میں صادر ہوا کرتی ہیں بلکہ اس کا ایک سبب زوجین میں سے کسی کا ضعف اور عمر وسن کی عدم مناسبت بھی ہے اس معاملہ میں مرد زیادہ قابل ملامت ہیں۔ چنانچہ لاسیڈیمنی قوم نے اپنے بادشاہ شلیاس سے صرف اس بناء پر مواخذہ کیا تھا کہ اس نے ایک لاغر اندام نحیف الجثہ عورت سے شادی کی تھی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ایسی عورت سے کمزور اور نحیف الجثہ نسل ہی پیدا ہو سکتی ہے جو اہل سپارطہ جیسی حسین طاقتور قوم کی حکمرانی کے لئے کسی طرح موزوں نہیں ہے۔ سپارطہ کا قانون تھا کہ خواستگاران ازدواج میں سے

عورت و مرد دونوں کی صحت بالکل کامل ہونی چاہیئے اگر کوئی شخص کسی بیماری
میں مبتلا ہوتا تھا تو اس کو شادی کی ہرگز اجازت نہ تھی اس قانون کی غرض صرف
یہ تھی کہ آئندہ بھی ایسی طاقتور نسل پیدا ہو جو وطن مالوف سے دشمنوں کی مدافعت کر سکے۔
خیر اگر اہل سپارٹا کے اصل نقطۂ خیال سے قطع نظر بھی کیا جائے تو اس
قانون سے زریں نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ تمدن اور ہیئت اجتماعی کی ترقی مختلف امراض
کی گرانباری سے انسان کی سبکدوشی وغیرہ لازمی نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ ہماری
رائے میں سلسلہ ازدواجی قائم کرنے کے لئے اولین شرط دماغی و جسمانی صحت ہے
یونان کے بعض خاندانوں میں خوبصورتی اور تناسب اعضاء کا سلسلہ موروثی ہوا
کرتا تھا۔ کیبیاڈ تمام ہمعصروں سے امتیازی حسن رکھتا تھا اور اس کے آباؤ اجداد
خوبصورتی میں شہرت کاملہ رکھتے تھے۔ ارسٹوفان بزنطی نے بیان کیا ہے کہ قرنتیہ
کی حسین ترین لائس نامی عورت تھارمیدس کی لڑکی تھی تھارمیدس کو اس کے
حسن کی وجہ سے قوم نے بنی زہرہ کا لقب دے دیا تھا اسی طرح ایتھنا کی مایۂ حسن و ناز
سٹراٹونیس نامی عورت ڈیمٹرایوس پولیورسیٹ کی لڑکی تھی یہ شخص بھی حسن میں امتیازی
شہرت رکھتا تھا۔ بار بار وس جس کو فرانسیسی اپنے زمانہ کا اپولو کہتے تھے ایک
حسین ترین فرانسیسی عورت کا لڑکا تھا جزیرہ کریٹ (اقریطش) کا تمدنی قانون تھا
کہ جسکی رو سے حسین ترین مردوں کی ممتاز ترین حسن رکھنے والی عورتوں سے جبراً
شادی کرائی جاتی تھی تاکہ رفتہ رفتہ سلسلۂ جمال معدوم نہ ہو جائے۔

علامات کیونکر منتقل ہوتے ہیں

علامات خوبصورتی کے ہوں یا بدصورتی کے بہر صورت آئندہ نسل میں منتقل
ہوتے ہیں۔ رومانیہ کے ایک خاندان کی ناکیں چونکہ بڑی ہوتی تھیں اس لئے
ان کو نکیلے کہتے تھے ایک اور خاندان تھا جن کے لب موٹے موٹے ہوتے تھے

اس لیے ان کو مشففین کہا جاتا تھا (شفت لب) میلانو میں بربون اور بروننیہ خاندانوں کی پتلی ناک کا ہونا امتیازی وصیت تھی۔ اسی طرح بعض خاندانوں میں پیشانی وسعت ٹھوڑی کی پستی آنکھوں کی تنگی باچھوں کی کشادگی مخصوص علامت ہوتی ہے خاندان عنبر کے تمام افراد منہ اور گالوں میں باہم مشابہ ہوتے تھے مانمبرنسی خاندان کی پیشانیاں چوڑی ہوتی تھیں۔ اسی طرح دیگر اعضا کے اشکال کا بھی انتقال نسلی ہوتا ہے اگر کسی خاندان کے اسلاف کا سر بڑا ہوتا ہے تو ان کی اولاد کی بھی یہ سر کی کلانی قایم رہتی ہے جن اسلاف کا چھوٹا سر ہوتا ہے ان کے اخلاف میں بھی یہی وصف برقرار رہتا ہے ہاتھوں اور پانوؤں کا بیدا پن اور ناموزونیت بھی اسی طرح منتقل ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ انسان کا حجم جسم و علامت سب انتقال پذیر ہیں۔

قد کی درازی یا پستی

اس وصف کا انتقال بہت شیوع پذیر ہے اگر والدین کا قد بڑا ہو تو اولاد بھی دراز قد ہوتی ہے اور اس کے برعکس خلاف نتیجہ پیدا ہوتا ہے اسی بناء پر فریڈرک اعظم کے والد نے جبابرہ کے ایک فرقہ کو جمع کر کے حکم دیا تھا کہ ہر شخص اپنی ہم قد عورت سے شادی کرے۔ چند سال ہوئے ایک انگریزی صحیفہ میں بیان کیا گیا تھا کہ ایک شخص کو عدالت میں پیش کیا گیا جس کا قد چھ فٹ چھ انچ تھا اس سے مختلف سوالات کئے گئے تو معلوم ہوا کہ اس کے والد کا قد چھ فٹ تین انچ تھا اور والدہ کا قد چھ فٹ تھا۔ اس کے دو بھائی اور دو بہنیں تھیں جن کے قدوں کی درازی کا میزانیہ ۲۵ فٹ ۴ انچ ہوتا تھا۔ حیوانات کی پرورش کرنیوالے مثلاً لقول برنسیس فاولر اور ڈاکٹر ڈاینسی مختلف ذرایع کے استعمال سے اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ اگر حیوانات کے کسی عضو کو نمو سے روکنا ہو یا زیادہ بڑھانا ہو یا کسی ساخت کا چارگنا حجم زیادہ کرنا

ہو تو یہ ناممکن امر نہیں ہے اور پھر دو پشتوں کے بعد ان کی نسل میں اسی قسم کے حیوانات پیدا ہونے لگیں گے۔

زیادہ موٹا ہونا

انسانی موروثی خصوصیات میں سے انتقال نسلی اس صف میں بھی جاری ہوتا ہے اگرچہ یہ یقینی امر ہے کہ کاہلی بیکاری غذا کی کثرت اور ورزش کی کمی سے یہ بیجا نا موزوں فربہی پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اگر عمومی نظر ڈالی جائے تو اس غیر مناسب فربہی کا سبب وہی انتقال موروثی ہے۔

انتقال رنگ

جس طرح اشکال و علامات انتقال پذیر اشیاء ہیں اسی طرح رنگ بھی ایک موروثی وصف ہے ہر جنس میں ایک مخصوص مقدار رنگ کی پائی جاتی ہے اور یہ مقدار نسل در نسل منتقل ہوتی جاتی ہے۔ پرندوں پھولوں اور زراعت کے محققین جانتے ہیں کہ ایک قسم کی مختلف پیداوار کے باہم ملانے سے کتنے رنگا رنگ کے نتیجے پیدا ہوتے ہیں۔ موجودہ زمانے میں جنس بشری کے مختلف انواع (والوں) کے امتزاج ازدواجی سے مختلف نوعیت کی صنفیں پیدا ہوتی ہیں۔ خاکی رنگ سیاہی و سپیدی کے باہم ملنے سے پیدا ہوتا ہے۔ اور خاکی رنگ سپید اور خاکی رنگ کے ملنے سے پیدا ہوتا ہے محققین کا یہ بھی خیال ہے کہ سیاہ و سپید کے ازدواجی اختلاط سے بعض اولاد میں کبھی اس کا اثر پیدا ہوتا ہے اور بعض میں نہیں ہوتا ہے چنانچہ ایک زنگی نے برلن کی ایک گوری عورت سے شادی کی تو چار لڑکے گورے اور سات لڑکیاں گندمی رنگ کی پیدا ہوئیں۔ پیرس کی ایک ورزن کے ایک حبشی سے تین لڑکے پیدا ہوئے پہلے کا رنگ سیاہ تھا دوسرے کا گندمی اور تیسرے کا سپید۔ لیکن اس قسم کے واقعات شاذونادر کے ذیل میں شمار کرنے کے لائق نہیں لیکن دائرہ امکان سے خارج نہیں ہیں۔

انتقال مزاج جسمانی ساختوں ہی میں سلسلہ انتقال جاری ہے اور جسمانی کوائف کی تبدیلی و انتقالات سے مختلف مزاج پیدا ہوتے ہیں دموی صفراوی سوداوی اور بلغمی ہونا اسی کا ایک مخصوص اثر ہے۔ اور یہ تمام مزاج انتقال پذیر ہیں لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دو مختلف مزاجوں کے ملنے سے ایک تیسرا معتدل مزاج پیدا ہوتا ہے اور یہ عموماً مفید ہوتا ہے کیونکہ مختلف مزاج والوں کے ازدواجی تعلق سے بچے نہایت خوبصورت اور بہتر پیدا ہوتے ہیں۔

وراثت حمل بعض عورتوں میں نسل افزائی کی قابلیت زیادہ ہوتی ہے اور یہ قابلیت ان کو بطور میراث کے ملتی ہے بیسبلیڈ نے ایک فریا لوجیکل تالیف میں بیان کیا ہے کہ ماسں عورت کے ۳۲ بچے پیدا ہوئے ایک یعنی عورت کے دو شوہروں سے ۲۸ اولادیں ہوئیں ایسی کونڈہ سبز اس کے پوتے کے اونیں بچے ہوئے غیر چار لڑکوں کے ۹۴ بچے تھے لوبیں ۱۸ بچوں کا باپ تھا الیاس نے ۳۲ بچے چھوڑے۔ ایک وسقانی عورت کے ۱۵ سال کی مدت میں دس مرتبہ جڑواں بچے ہوئے جنکی مجموعی تعداد ۲۰ تھی۔ بومداخ نے ذکر کیا ہے کہ ایک عورت کے ۴۲ لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں پھر ان لڑکیوں سے ۶۷ بچے ہوئے جن میں سے ۴۰ لڑکے تھے۔ جبروں نے نقل کیا ہے کہ ایک عورت کے ۳۲ بچے تھے اور اس کی پانچ لڑکیوں سے ۴۶ اولادیں ہوئیں۔

مذکورہ بالا بیان سے واضح ہوگیا کہ تعداد اولاد میں وراثت کو کافی دخل ہے اور اس کے برعکس لاولدی اور بندش نسل بھی ضرور انتقال پذیر ہے۔

وراثتی عمر یہ وراثت ایک حقیقت ثابتہ ہے جس کے تسلسل کا کوئی ہوشمند شخص منکر نہیں ہو سکتا بشیار واقعات ہر زمانہ میں اس قسم کے پیدا ہوتے رہتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وراثتی عمر بعض خاندانوں کا

مخصوص وصف ہوتا ہے جو اسلاف سے اخلاف کی جانب منتقل ہوتا رہتا ہے اس کے برخلاف بعض خاندانوں کے ارکان سن کمال کو پہونچنے سے پہلے ہی مر جاتے ہیں۔ ہنگری میں جان روبر کے خاندان کے بانی کی عمر ۱۷۲ سال ہوئی اور اس کی بیوی کی ۱۶۴ برس اس کے انتقال کے وقت اس کا بڑا بیٹا ۱۱۵ سال کا تھا اور چھوٹا بیٹا سو سال کا۔ بولونیا میں فلاح نیز اس کا والد ۱۰۵ برس تک زندہ رہا۔ تو ماس پار نے ۱۶۹ سال کی عمر پائی اور اس دوران میں اس نے تخت انگلستان کے دس شاہوں کو یکے بعد دیگرے دیکھا اور جب اس کا انتقال ہوا تو اس کے لڑکے کی عمر ۱۲۷ سال کی تھی (یہ تمام واقعات گو عقلاً ممکن ہیں لیکن شک کی ان میں بڑی گنجائش ہے) ہم یہاں صرف ایک نادر ترین واقعہ بیان کرتے ہیں جو دلچسپی سے خالی نہیں ہے اور ان تمام افراد انسانی کے ذکر کو قلم انداز کرتے ہیں جو حیات طبعی کی حدود سے بہت زیادہ آگے بڑھ گئے تھے [illegible] جولائی کا ذکر ہے کہ کرد ینال فرمانیک پیرس کے ایک محلہ سے گزر رہا تھا اتفاقاً ایک اکیاسی سال کا بڈھا اپنے گھر کے سامنے کھڑا رو رہا تھا اس نے پوچھا بھائی کیوں روتے ہو بڈھے نے ایک اور شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا کہ میرے والد نے مجھے مارا ہے اس کے والد کی عمر ۱۰۵ سال کی تھی جب کرد ینال نے اسکے باپ سے مارنے کا سبب دریافت کیا تو وہ کہنے لگا کہ میں اس کو کیوں نہیں مارتا یہ اپنے دادا کے ساتھ بدتمیزی سے پیش آیا تھا (اسکے دادا کی عمر ۱۰۵ سال تھی)

جسمانی اوصاف و عیوب کا اثر

نوع بشری میں یہ انتقال و وراثت عام طور پر ہوتی ہے لیکن دیگر وراثتوں کی نسبت سے اسکا وقوع بہت کم ہوتا ہے اور عموماً تو یہ صورت ہوتی ہے کہ خاندان کے کسی ایک فرد میں یہ وصف منتقل ہوکر پہونچ جاتا ہے اور باقی افراد اس سے محفوظ رہتے ہیں یکے

اعضاء کی ناموزونیت جسمانی عیوب ونقصانات اعضائی کی بیشی اور دیگر تمام نوادر بدنی انتقال پذیر ہوتے ہیں اور نہیں بھی ہوتے اگر کسی شخص کے ہاتھ یا پاؤں میں چھ انگلیاں ہوں تو ممکن و جائز ہے کہ اس کے بچے بھی چھنگے ہوں۔ بلنباس کا بیان ہے کہ چونکہ کابوس ہوراشیاس کی انگلیاں تعداد مخصوص سے زاید تھیں۔ اس لئے اوسکی لڑکیاں بھی اسی وصف سے متصف تھیں۔ سیتزب رومی کو جھنگا ہونا والدہ کی میراث میں ملا تھا ڈاکٹر لوبرواخ نے اس قسم کے چند واقعات نقل کئے ہیں۔ فان ڈرباگ نے دو ہسپانوی خاندانوں کا تذکرہ کیا ہے جن کے آٹھ لڑکوں کی متعدد انگلیاں تھیں ڈاکٹر مارک کا بیان ہے کہ ایک خاندان میں تین پشتوں تک تمام نرینہ اولاد کی ناکیں بہت بڑی تھیں۔ جیرودی کی تحقیق ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ پوتے میں دادا سے اس قسم کے اوصاف و اوضاع منتقل ہو جاتے ہیں اور باپ ان سے محفوظ رہتا ہے۔ ہونٹ کا لٹک جانا تو بہت زیادہ انتقال پذیر ہے۔ اندھا بہرا ہونا سونگھنے کی حس نہ ہونا وغیرہ یہ تمام اوصاف انتقال پذیر ہیں۔ بعض اشخاص کے اعضا میں غیر معمولی حادثات کی وجہ سے کوئی نقصان پیدا ہو جاتا ہے اور یہ نقصان اگرچہ اولاد کی طرف شاذ و نادر طور پر منتقل ہوتا ہے لیکن پھر بھی اس کی کافی نظیریں موجود ہیں۔ لوبرواخ نے اس طرح کے بہت سے شواہد تحریر کئے ہیں چنانچہ ایک آخری قصہ بیان کیا ہے کہ ایک مزدور کے کام کے دوران میں انگوٹھے کے پاس کی انگلی کٹ گئی اس کے بعد اس کے دو لڑکے ہوئے اور دونوں کی وہی انگلی کٹی ہوئی تھی جب اس کی بیوی کا انتقال ہو گیا تو اس نے دوسری شادی کی دوسری بیوی سے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا پیدا ہوا لیکن سب کی وہی انگلی ندارد تھی۔

طولیبوس نے ایک حکایت نقل کی ہے کہ ایک جوان عورت اپنے پنج سالہ

لڑکے کے منہ میں سرپستان دیکر کھیل رہی تھی اتفاقاً ایک مرتبہ لڑکے نے سرپستان کو چبا کر کاٹ ڈالا اس کے بعد اس عورت کی چند لڑکیاں ہوئیں جنمیں سے کسی کا تو دایاں پستان کا سر نہ تھا اور بعض کا بائیں طرف کا نہ تھا ایک خاندان میں لنگڑا پن موروثی تھا چنانچہ اسی خاندان کے ایک تندرست صحیح سالم شخص کے چند سالم لڑکے اور ایک لنگڑی لڑکی پیدا ہوئی پھر جب اس کے لڑکے کی شادی ہوئی تو ایک لنگڑا لڑکا اور لنگڑی لڑکی پیدا ہوئی لیکن لڑکے میں لنگڑا پن کسی قدر کم تھا۔ اسی طرح ضعف بینائی اور قوت شامہ کا فقدان بھی موروثی ہوتا ہے نیز دیگر عصبی امراض یا کسی چیز سے نفرت اور طبیعت کی برگشتگی بھی منتقل ہونیوالی چیزوں میں سے ہے جاک شاہ انگلستان کے سامنے جب ننگی تلوار آتی تھی تو وہ بیہوش ہوجاتا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ دوران حمل میں اس کی والدہ ناری سٹوارٹ نے دیکھا کہ ایکوس کے چند شرار باہم تلوار نما ہتھیاروں سے لڑ رہے ہیں جنکی وجہ سے اس کو بھی چند خفیف زخم آئے ایک جوان کی والدہ کو نہایت کھولتا ہوا حقنہ دیا گیا جنکی وجہ سے اس کی طبیعت میں اتنی دہشت ہوگئی کہ اگر چھوٹا سا حقنہ بھی دیکھ لیتی تھی تو اس پر غشی طاری ہوجاتی تھی اور یہی اثر اس کے لڑکے میں بھی بدستور قائم رہا ایک مرتبہ یہی شخص بیمار ہوکر ہسپتال میں داخل ہوگیا ڈاکٹر نے حقنہ دینا تجویز کیا لیکن اس نے بالکل انکار کردیا شور مچانے لگا ہاتھ پاؤں ادہر ادہر مارنے لگا۔ ڈاکٹر نے مطلق پرواہ نہ کی اور زبردستی حقنہ دیدیا نتیجہ یہ ہوا کہ چند منٹ بعد یہ جوان ملک عدم کو سدھارا۔

جبکہ بغض حسد کینہ غصہ اور دیگر ردی ترین ذلیل اخلاق قابل انتقال ہیں تو بہترین اعلی اخلاق تو ضرور منتقل ہوسکتے ہیں اور اسلاف سے اخلاف میں موروثی تاثیر کرسکتے ہیں بنابریں اگر فزیالوجیکل قوانین وضوابط حکومت کی طرف سے تمام اقوام میں رائج کردیئے جائیں تو اس سے ایسے اعجاز نما افضل ترین خصائل کے مدنما ہونگی

امید ہے جو ہزار دل رد ہے موجودہ اعلا قیاسات سے بہتر ثابت ہونگے ان سے دماغی خدمت میں کمی فاسد خیالات کی بیخ کنی اور طبیعت کے جوش میں سکون پیدا ہو جائیگا مخلوق نا ہنجار کی طرف میلان دماغی کم ہو جائیگا اور اعلیٰ سوسائٹی و معاشرت کے ایسے کثیر ممبر پیدا ہو جائیں گے جو اس سے قبل دائرہ مدنیت و تہذیب سے بالکل خارج تھے۔

فطری اور دماغی خصوصیات کا اثر

قانون وراثت کے ذیل میں صرف جسمانی خصوصیات ہی داخل نہیں ہیں بلکہ دماغی فطری اوصاف بھی اس سے مستثنےٰ نہیں۔ دماغ دار شکاری خوب جانتے ہیں کہ جب تک شکاری کتے کے ماں یا باپ بہترین شکاری نہوں اسوقت تک یہ کتا شکار کرنے کی خدمت کو اچھی طرح انجام نہیں دے سکتا۔ جو کتا اپنے آپ کو پانی کے اندر ڈال دینے کا عادی ہے اُس کے بچے اُس سے زیادہ پانی میں گھسنے کے قابل ہوتے ہیں۔ اگر گھوڑا نجیب الطرفین ہو تو بہت جلد مقررہ خدمت کے انجام دہی کے قابل ہو جاتا ہے۔ کافیہ کا قول ہے کہ جن مقامات پر خرگوشوں کے پکڑنے کے لئے جال لگاتے ہیں وہاں پر سوراخوں میں رہنے والے چھوٹے چھوٹے خرگوش کے بچے بہت ہی زیادہ خوفناک ہوتے ہیں اور جن اطراف میں شکاریوں کی رسائی نہیں ہوتی ہے وہاں پر خرگوش کے بچے بالکل بیخوف ہوتے ہیں! بعینہٖ یہی کیفیت افراد انسانی کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دماغی اوصاف کا انتقال جسمانی وراثت کا نتیجہ ہے کیونکہ جب چہرہ کے علامات اعضا کی کمی بیشی مزاجوں کا اختلاف اور دماغی ترکیب کا تفاوت منتقل ہو سکتا ہے تو پھر جسمانی استعدادیں اور اخلاقی اور ذہنی خصوصیات تو بدرجہ اولیٰ قابل انتقال ہونی چاہئیں کیونکہ ان میں کا بڑا حصہ بدنی ساخت اور جسمانی وضع کا اولین ثمرہ ہے۔ اور یہ ہم بار بار بیان کر چکے ہیں کہ

شجاعت قوت اور صحت جیسے جسمانی اوصاف اور اس کے برخلاف کمزوری بیماری اور دیگر بدنی عوارض سب کے سب قانون وراثت کے ذیل میں مندرج ہیں اس بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ جسمانی صفات وعلامات عادات وخصائل پر دلالت کرتی ہیں جس طرح ان کے خصائل ورذائل بھی والدین کے ذاتی عادات کا آئینہ ہیں۔ اگرچہ تربیت ادب آموزی اور ماحول کی کیفیات بھی اولاد کی طبیعت پر اثرانداز ہوتی ہیں لیکن پھر بھی سرشتی ذوق اور طبعی میلان والدین کے خصائل کا ایک پرتو ہوتا ہے اور انہیں کے ذاتی اوصاف کے مشابہ ہوتا ہے۔ ذہانت عقلمندی اور کند ذہنی و بیوقوفی کے موروثی ہونے میں تو کسی کو شبہ ہی نہیں جن والدین کی دماغی ترکیب اعلیٰ ہوتی ہے عقل تیز خیالات روشن اور وجدانیات وسیع ہوتے ہیں اخلاق مہذب اور خصائل بہترین ہوتے ہیں ان کی اولاد بھی عموماً دانشمند اور زیرک ہوتی ہے اور جو اشخاص بحر جہالت میں اور دائرہ غباوت میں گرے ہوئے ہوتے ہیں اکثر انہی کی اولاد بیوقوف اور احمق ہوتی ہے۔ صفحات تاریخ کے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے کثیر خاندان گذرے ہیں جن میں پشت ہا پشت تک عقلمند اور دانشمندی ہوتے رہے اور ایسے بھی بہت سے خاندان تھے جن کے افراد مدت تک بیوقوف، دور ہن غبی اور احمق رہے۔ وحشت بربریت اور جہالت ان کے امتیازی فرد وصات تھے اور یہ تمام اوصاف لڑکے میں ماں سے اور لڑکی میں باپ سے منتقل ہوجاتے ہیں

عربی کی مثل ہے الولد سرلابیہ

اولاد باپ کا عکس ہوتی ہے

اگر کوئی شخص اس بحث کی خود تحقیق کرنی چاہے تو اس کو مختلف اقوام کی تواریخ کا مطالعہ کرنا چاہیئے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح بعض افراد عقلمندی دانشمندی

فنون لطیفہ اور مختلف علوم میں امتیازی پایہ رکھتے تھے اسی طرح بعض افراد جرائم کے ارتکاب مخش پرستی بیوقوفی جہالت اور حماقت کی موروثی پستی میں پڑے ہوئے تھے اس وراثت کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے کہ والدین بتدریج رفتہ رفتہ کمزوریاں ترقی پکڑتی جاتی ہیں اولاد کو ان کے نظری مرضیات سے روکتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان میں بھی اضمحلال اور ضعف نمودار ہو جاتا ہے۔

مصرحہ بالا قاعدہ پر یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ بہت سے دانشمند دماغ دار والدین کی اولاد بیوقوفی اور غباوت کے گہرے گڑھے میں گری ہوتی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ والدین کی ذکاوت وذہانت کو اولاد کے دماغی خصوصیات میں کوئی دخل نہیں۔ ہم جواب میں کہتے ہیں کہ ہاں ایسا ہوتا ہے لیکن بہت کم ہوتا ہے اور اگر ہوتا ہے تو نجابت میں اپنے والد سے بڑھ جاتا ہے۔ باقی کم عقلی یا بیوقوفی تو بہت ممکن ہے کہ اس کا باعث وہ عارضی اور بیرونی اثرات ہوں جن کو انسان کی اصلی ترکیب وساخت سے دور کا تعلق بھی نہیں ہے مثلاً کسی شخص کی دماغی ترکیب اعلیٰ تھی بڑی بڑی امیدیں اس سے کیجا سکتی تھیں لیکن وہ مختلف امراض میں گرفتار ہو گیا یا مختلف شہوانیات ولذائذ کا دلدادہ ہو گیا جسکی وجہ سے اس کا دماغ متاثر ہو کر اپنی اصلی رفتار سے ہٹ گیا بلکہ ترقی معکوس میں منہمک ہو گیا تو کیا یہ دماغی اثر اندوزی نقصان وراثت کا نتیجہ ہے نہیں ہرگز نہیں۔

مذکورہ فوق ضابطہ پر ایک یہ اعتراض بھی کیا جا سکتا ہے کہ زمانہ حاضر نیز قدیم زمانہ کے مشہور ترین افراد مثلاً سقراط افلاطون ارسطو کونفیوشس بوذون وغیرہ جو اپنے اپنے دور کی مایۂ ناز ہستیاں تھیں اور ہیں اپنی ذکاوت اور فطانت کا اپنی نسل کو جانشین نہ بنا سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان میں صرف دماغی خصوصیت اور ذہانت ہی نہ تھی بلکہ ایک طبعی جوہر فراست ایسا تھا جو کسی طرح قابل انتقال

نہیں۔ یہ جوہر فراست ایک زمانہ میں شعلہ نور کی طرح چمک کر اپنے مظاہر میں جلوہ انداز ہوتا ہے اور دوسرے زمانہ میں بالکل بجھ جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ فراست کے پیدا کرنے کے لئے طبیعت و فطرت کو انتہائی طاقت صرف کرنی ہوتی ہے گویا طبیعت اپنی اس مالایطاق کوشش سے تھک کر راحت و سکون حاصل کرنا چاہتی ہے تاکہ پھر از سر نو وہی جوہر فراست پیدا کر سکے۔ اور سب سے زیادہ تعجب انگیز معاملہ طبیعت کا یہی سکون ہے جو تسلسل نسل کے درمیان واقع ہوتا رہتا ہے اور یہ یقینی امر ہے کہ سکون کے معنے صرف یہ ہیں کہ اعضا اپنے کاموں سے کچھ مدت کے لئے صحت یا مرض کی حالت میں کنارہ کش ہوجائیں گویا کام سے ٹھہر جانیکا نام راحت ہے اور بیداری سے رک جانیکا نام نیند ہے اسی طرح تسلسل نسلی اور وراثت میں بھی ایک خاص توقف و سکون پیدا ہوجاتا ہے اور بعض اوقات تو ایسا ہوتا ہے کہ بہت سی نسلوں تک طبیعت کی یہ خواب و راحت قائم رہتی ہے تاکہ یکایک پوری قوت کے ساتھ طبیعت بیدار ہوجائے عالم نباتات میں تو یہ سکون بہت کثرت سے واقع ہوتا رہتا ہے اسی وجہ سے علمار نباتات اس سکون کو وراثت جدود یا قانون رجعی کے مختلف ناموں سے تعبیر کیا کرتے ہیں۔

لڑکیوں میں باپ کی خصوصیات کا اثر اور لڑکوں میں ماں کی عادتوں کا اثر

ہم یہاں ایک مختصر فزیالوجیکل مقالہ بیان کرتے ہیں جس سے معلوم ہوجائیگا کہ لڑکیوں میں باپ کیطرف سے اور لڑکوں میں ماں کیجانب سے ساوی یا عقلی اثرات منتقل ہوکر آتے ہیں۔ لڑکیوں کا سر سینہ کی دماغ اور اوپر کے اعضا باپ سے مشابہ ہوتے ہیں۔ رحم معدہ اور زیریں اعضا میں ماں سے مشابہت ہوتی ہے۔ لڑکوں کی حالت اس کے برخلاف ہے اس تقریر سے یہ نتیجہ نکلتا ہے عقلمند ماؤں کے عقلمند

لڑکے ہوتے ہیں اور لڑکیاں کہ والدین کی دماغی میراث ملتی ہے اسی طرح اگر توام جڑواں اولاد ہو تو ماں کے مشابہ ہوتی ہے اور اگر انثیٰ شکل میں ظاہر ہو تو باپ کے مشابہ ہوتی ہے اور [illegible] اگر [illegible] جوڑ بچے ایک مذکر اور دوسرا مونث تو ایک ماں کے مشابہ ہوتا ہے اور دوسرا باپ کے۔ لوٹسٹ باپ اور جوان ماں کے لڑکے باپ کی کمزوری کے وارث ہوتے ہیں لیکن بہت سے اوصاف میں ماں سے مشابہ ہوتے ہیں اور اسکے عکس سے برخلاف نتیجہ پیدا ہوتا ہے فیکٹ اور تجربہ سائنٹفک جیروی یوروانی اور ملر کی یہ رائے ہے کہ جنین کی صورت بنانے میں ماں کو اور آثار حیات پیدا کرنے میں باپ کو زیادہ دخل ہوتا ہے۔ اب ہم بعض تاریخی واقعات پر یہاں روشنی ڈالتے ہیں جن سے ہمارے مدعا کی تائید ہوتی ہے۔

مشہور آدمیوں کی لڑکیوں کا حال

جن عورتوں کے نام اب تک تاریخ کے صفحات میں جلی حروف سے لکھے ہوئے ہیں اور جو اپنے زمانہ میں رسائی ذہن اور ذکاوت کے اعتبار سے امتیازی شخصیت رکھتی تھیں ان کو ہر قسم کے فنون میں دستگاہ یا سیاسی فلسفی اور ادبی قابلیت واستعداد اپنے والد کے ذریعہ سے حاصل ہوئی تھی چنانچہ فیثاغورس کی لڑکی دامو نامی طفولیت کے زمانے سے ہی اپنے بھائیوں کے لئے باعث رشک تھی کیونکہ تحقیق تفتیش کا مادہ اس میں کامل موجود تھا اس کے خیالات وجدانیات منظم اور با اصول تھے۔ لیئرسیس اور دیوجانس مورخین کا بیان ہے کہ اس لڑکی کا باپ ایک زبردست فلسفی تھا اسکی تالیفات ہمارے پیش نظر ہیں۔ حاتم طائی کی سخاوت تو ضرب المثل ہے اس کو یہ فضیلت ماں سے حاصل ہوئی تھی جسکی سخاوت کی یہاں تک نوبت پہونچ گئی تھی کہ اس کے بھائیوں نے مال میں دست اندازی یا تصرف کرنے سے قطعی روک دیا تھا۔ حاتم کی لڑکی سفانہ نامی بھی بڑی فیاض تھی اگر اس کا باپ

اونٹوں کا کوئی گلہ اس کو دیتا تھا تو پے در پے لوگوں کو بخشش کر دیتی تھی۔
یونان کے مشہور ترین سات حکیموں میں سے کلیوبل حکیم کی لڑکی کلیو بلیا تمام محاسن
و اخلاق کی اپنے باپ سے وارث بنی تھی۔ ارشیا جو اپنے زمانے کی مایہ ناز و فخر عالمہ
خاتون گذری ہے ارسٹیب ظریف کی بیٹی تھی ارسٹیب سقراط کا شاگرد اور
قیروانی فلسفہ کا بانی خیال کیا جاتا ہے۔ چنگیز خان کی ماں جنگ و جدال کی
زیادہ دلدادہ تھی جس کا نتیجہ جو کچھ ہوا وہ نظر کے سامنے ہے اس کی نسل میں
تیمور لنگ تھا جو کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ افلاطون سولون کی اولاد
میں تھا۔ نابلیون اعظم کے والد کا نام شارل بونا پارٹ تھا اور ماں کا نام لیٹیزیا
رامولینی تھا۔ ذکاء فہم دانش اور دیگر تمام دماغی آلات اس میں والدین سے منتقل ہو کر
آئے تھے نیز مرض سرطان بھی اس کو باپ کی وراثت میں ملا تھا جو اس کی جان کا
خواہاں ثابت ہوا۔ اس کے علاوہ لاکھوں نظریں تاریخ میں ایسی ملتی ہیں جن سے
ثابت ہوتا ہے کہ فہم دانش نیز مخش پرستی اور فسق و فجور لڑکوں میں ماں سے اور
لڑکیوں میں باپ کی طرف سے منتقل ہو کر آتا ہے۔ صرف مذکورہ اخلاقیات یا رذائل
میں ہی توارث جاری نہیں ہوتا ہے بلکہ موسیقی تصویر کشی اور شاعری جیسے فنون لطیفہ
کی رغبت بھی موروثی ہوتی ہے اسی طرح زبان کی طراری خوش گلو ہونا وغیرہ بھی
قابل انتقال اوصاف ہیں اگر باپ خوش آواز ہو تو عموماً اس کی لڑکیاں خوش گلو ہوتی
ہیں اور اگر ماں کی آواز گلو سوز ہو تو لڑکوں کی آواز دلکش ہوتی ہے۔ ڈاکٹر لوقا نے
ایک حکایت نقل کی ہے کہ میری خادمہ تھی جس کی بیہودہ گوئی جنون کی حد تک پہونچ
گئی تھی اس قدر طرار اور زبان دراز تھی کہ گفتگو کرتے وقت لوگوں کو جواب دینے کا موقع
بھی نہیں دیتی تھی چار پائیوں دیواروں اور دیگر خانگی اسباب کو مخاطب کر کے کلام
کرتی رہتی تھی اور اگر اس کو کوئی اپنی گفتگو کا مخاطب نہ ملتا تھا تو خود ہی مجنون کی طرح

بڑبڑاتی اور بکتی تھی جب اس کی یہ لاعلاج بیماری قابل تحمل نہ رہی تو ہیں سے اس کو ملازمت سے برطرف کردیا اس کا خود اقرار تھا کہ اس کو یہ بیماری والدہ سے میراث میں ملی ہے۔ بہرحال مذکورہ اور غیر مذکورہ شواہد سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ لڑکیوں کو باپ کی میراث دماغی و اخلاقی ملتی ہے اور لڑکوں کو ماں کی۔ اگر اتفاق سے کہیں اولاد میں بعض عادات کا وجود ہو اور والدین میں اُن کا کوئی نشان نہ ہو تو اس سے مذکورہ قاعدہ کو قابل نقض اور غلط نہ سمجھ لینا چاہیئے بلکہ بہت ممکن ہے کہ یہ عادات دادا پردادا یا اس سے اوپر کسی طبقہ کے میراثی اوصاف ہوں۔ لیکن اس قاعدہ سے کچھ شواذ و نوادر مستثنٰے بھی ہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض اشخاص کسی خاص فن یا علم میں غیر معمولی مہارت رکھتے ہیں لیکن ان کے والدین ایسے نہیں ہوتے تو وجہ صرف یہ ہوتی ہے کہ ان کے والدین بیدار مغز اور عقلمند ہوتے ہیں اُن کا مزاج معتدل اور دماغ جسم صحیح ہوتا ہے یہی وجہ ہے ان کا عقلی دائرہ رفتہ رفتہ وسیع ہوتا چلا جاتا ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض مشہور اشخاص کی بزرگی و برتری انہیں سے شروع ہوتی ہے اور انہیں پر ختم ہو جاتی ہے یہ بھی ممکن ہے کہ روشن دماغ والدین کی اولاد غبی اور کند ذہن ہو لیکن یہ تجربہ کے خلاف ہے کہ کاہل بیوقوفوں کی اولاد غیر معمولی استعداد و قابلیت رکھتی ہو۔

خاندانی امراض کے اثرات

موجودہ زمانہ میں امراض کے متعدی ہونے سے کوئی عقلمند انسان انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ ایک پیش پا افتادہ حقیقت ہو چکی ہے جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ امراض کے متعدی ہونے کی چار صورتیں ہوتی ہیں (۱) علت و سبب کا انتقال (۲) اس کی علت کی قابلیت و استعداد (۳) مرض کے جراثیم (۴) وہ امراض جو منتقلہ امراض کی شناخت کے موجب ہیں۔ خنازیری اور سرطانی بیماریاں

اعضاء کی کمی بیشی پیشاب کی راہوں کے تمام امراض سل مرگی اعصابی بیماریاں ل
بیوقوفی یا گل پن حواس کا مختل ہو جانا اور شعور وغیرہ کا باطل ہو جانا یہ تمام متعدی
امراض اور منتقل بیماریاں شمار کیجاتی ہیں جو اسلاف سے اخلاف میں منتقل ہو کر
پہونچتی ہیں۔ دماغی آفتوں کا انتقال تو خصوصیت کے ساتھ ہوتا ہے ڈاکٹر جیرو نے
اپنی تالیف میں کچھ واقعات نقل کئے ہیں جن سے اس حقیقت پر روشنی پڑتی ہے کہ
اگر باپ دادا کا دماغ خراب ہو تو لڑکیوں کے دماغ بگڑ جانے کا بڑا خوف ہوتا ہے اور
اگر ماں کے حواس مختل ہوں تو لڑکے ماؤف الدماغ ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر براسپیر لوقا
کی تالیف وراثت کے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ افراد انسانی کے لئے صرف
یہی کافی مصیبت نہیں ہے کہ مختلف جسمانی امراض کا نشانہ بن کر رہ جائے بلکہ
سب سے بڑی بدبختی تو یہ ہے کہ دماغی آفات کا انتقال موروثی بھی اس کے دامن
کو نہیں چھوڑتا ہے۔

جرائم وغیرہ کی وراثت بھی ایک ثانیہ حقیقت ہے چوری خودکشی لوٹ قتل
اور تمام جرائم قانون انتقال کے ماتحت سلف سے خلف کی طرف منتقل ہوتے
ہیں ہمارے سامنے چوروں قاتلوں اور لٹیروں کا سب سے بڑا رجسٹر ونسب نامہ
تاریخ ہے تاریخ کے تمام صفحات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جرائم پیشہ طبقے کے آباء
بھی کم و بیش اس قسم کے جرائم کے عادی ہوتے تزیدی ہر اکلیدی اور داؤ قادیون
کی تاریخ پڑھو جن میں زہر خورانی اور قتل کی بے شمار وارداتوں کا تذکرہ ہے۔ نینوی
کے زمانہ سے سلوقیوں کے آخری دور تک شاہان اشور و مصر نے کیسے کیسے جرائم
کا ارتکاب کیا شاہان فارس کی تاریخ میں قتل کی کس قدر ندیں سرخی ہے۔ قیاصرۂ
روم اور خلفاء اسلام کا چکر بھی قتل کے محور پر ہوتا ہے جو آج تک پشت در پشت
بادشاہوں کا قابل افتخار وصف چلا آتا ہے۔ آخر میں مختلف محکموں کے جرائم پیشہ

طبقہ کے رجسٹروں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حکام نے غیر معمولی تفتیش کی تو ثابت ہو کہ ان مجرموں کے والدین یا دادا پردادا بھی ان جرائم کے مرتکب تھے اگرچہ ہم ورڈو انسلین کی اس رائے سے متفق نہیں ہیں کہ جرائم پیشہ شخص کا بیٹا بھی ضرور مجرم ہوتا ہے تاہم ہماری یہ رائے ضرور ہے کہ جس خاندان میں مجرم اور انسانیت سوز اخلاق رکھنے والے لوگ موجود ہوں اس سے علیحدہ رہنا ہی نجات و سعادت کا موجب ہے۔

انتقال امراض کا دائرہ تسلسل بالکل غیر منظم ہے ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کسی خاندان کے تمام ارکان منقولہ مرض میں مبتلا ہو جائیں اسی طرح انتقال امراض کی رفتار بھی بالکل مسلسل نہیں ہوتی ہے بلکہ کبھی نسل در نسل متواتر طور پر انتقال مرض ہوتا ہے اور کبھی درمیانی ایک دو یا زیادہ پشتیں چھوٹ جاتی ہیں اور پھر اصلی مرض کا ظہور ہوتا ہے مثلاً جو والدین سل کے مرض میں گرفتار ہوتے ہیں ان کی اولاد نہایت تندرست اور صحیح سالم ہوتی ہے بعد ازاں ان کی اولاد سل میں ہو کر نوخیزی ہی کے زمانہ میں داعی اجل کو لبیک کہہ جاتی ہے۔ ایک شخص کو مرگی ہوتی ہے اسکی لڑکی کو بھی یہی بیماری ہوتی ہے اور پھر نواسا بھی اس سے محفوظ نہیں ہوتا۔ بعض خاندانوں میں نقرس اور روماٹزم کی بیماریاں ایک دو پشت تک مخفی رہتی ہیں اور پھر آئندہ نسل میں ظاہر ہوتی ہیں۔ درحقیقت یہ سلسلہ توارث اس وقت جاری ہوتا ہے کہ بیماری کے جراثیم کسی بچہ میں موجود ہوں اور ان کی کوئی خاص نگہداشت و پرواہ نہ کی جائے ایسے بچہ کے سرپرست کیلئے لازم ہے کہ فوراً کسی ماہر طبیب یا ڈاکٹر سے رجوع کرے تاکہ ان موذی جراثیم کی پوری بیخ کنی ہو جائے۔

ہولناک امراض سے محفوظ رہنے کا طریقہ

امراض متعدیہ کا علاج وا ازالہ دو قسم پر ہے۔

(۱) حفظ ما تقدم یا وقت سے پہلے تدبیر۔ یہ تو ان لوگوں کے لئے مناسب ہے جنکی شادی نہ ہوئی ہو اور آئندہ ہونے والی ہو۔ (۲) مرض پیدا ہونے کے بعد اس کا علاج۔ یہ پیدا ہونیوالی نسل سے متعلق ہوتا ہے۔

حفظ ما تقدم جو اصحاب کسی متعدی مرض میں مبتلا ہوں ان کو شادی نہ کرنا چاہیئے بشرطیکہ ان کی حالت شفا یاب ہونے کے قابل نہو کیونکہ بلا شبہ ایسے امراض اسلاف سے اخلاف تک پہونچ جاتے ہیں۔ کتنا بڑا ظلم عیب اور حکومت کی حماقت ہے کہ جو حیوانات و مویشی تندرست نہوں ان کی خرید و فروخت تو ممنوع قرار دیجائے اور نکاح و شادی کے معاملہ میں تمام عیوب و نقائص سے چشم پوشی اور مسامحت کو کام میں لایا جائے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کی نظر میں چوپائے انسانوں سے زیادہ وقعت و اعزاز رکھتے ہیں ورنہ اس تسامح اور چشم پوشی کے کیا معنے ہم دیکھتے ہیں کہ والدین اپنی اولاد کے نقائص و امراض پر پردہ ڈال کر ان کی شادی کرنیکی کوشش کرتے ہیں جو نوخیز عورتیں خنازیر کنٹھ مالا سیلان رطوبت ہسٹریا یا کسی دیگر اعصابی مرض میں مبتلا ہوتی ہیں ان کی شادی ایسے شخص سے کیجاتی ہے جو اپنی آئندہ رفیق حیات کو تمام امراض سے مبرا اور محفوظ سمجھتا ہے۔ اس کے برخلاف نامرد مرگی زدہ یا کسی دیگر بدترین مرض کے بیمار کو ایسی عورت سے منسوب کردیتے ہیں کہ اگر وہ اسکو اپنے شوہر کی ان مہلک بیماریوں کی اطلاع ہوجائے تو کسی طرح اسکے قریب جانا بھی پسند نہ کرے اسی ذیل میں بہرے اندہے وسواسی مختل الحواس اور ماؤف الدماغ بھی داخل ہیں جنکی بغیر اطلاع و اظہار کے شادیاں کردیجاتی ہیں۔ حکومت کے لئے بہت ضروری و لازمی ہے کہ مذکورہ امراض پر پردہ ڈال کر شادی کرنے والوں سے سخت مواخذہ کرے۔ اور رشتہ ازدواج کو فوراً قطع کرادے۔ ایسی بہت سی اقوام ہیں جن کو ہم تہذیب و مدنیت کے زینہ ارتقائی سے گرا ہوا خیال کریں

لیکن ان کے قانون وضوابط ہمارے وحشی آئین سے بدرجہا اعلیٰ و برتر نظر آتے ہیں ہم جرمنیوں وغیرہ کے تمدنی قانون کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم کو اس میں ایک دفعہ یہ بھی نظر آتی ہے کہ اگر والدین نے اپنی لڑکی کے امراض پر پردہ ڈال کر کسی ناواقف شخص سے شادی کر دی ہو تو حکومت فوراً سلسلہ زوجیت کو قطع کرا دے ۔

والدین اور بچوں کیلئے ضروری ہدایات

بچوں کی پرورش

اہم اغراض

(۱) ایک غرض یہ ہے کہ بچہ کو ایسے حوادث سے بچایا جائے جن سے ان کے جسم کو ضرر پہنچے نہ ہاتھ پاؤں کے بیکار یا جان کے جانے کا اندیشہ ہو

(۲) ایک غرض یہ ہے کہ بچہ کی صحت قائم رہے۔

(۳) ایک غرض یہ ہے کہ بچہ کے قوائے مشاہدہ کو رفتہ رفتہ ترقی ہوتی رہے۔

(۴) ایک غرض یہ ہے کہ ان اشیاء کا علم جو اس کے گرد و پیش ہوں بڑھتا جائے۔

(۵) ایک غرض یہ ہے کہ بچوں کو ماں باپ اور استاد یا حاکم کے حکموں کی تعمیل اور فرمانبرداری کی عادت پڑ جائے۔

(۶) ایک غرض یہ ہے کہ وہ خوش حرکات۔ آداب محفل سے آشنا۔ نیک خصلت اور اچھے چلن کا نکلے

(۷) مختصر یہ کہ بچوں کو اس دنیا میں رہنے کے لائق بنایا جائے جس میں جوان ہو کر ان کو گذارا کرنا ہے اور ان کو اس قابل کر دیا جائے کہ وہ دنیا میں سہولت اور کامیابی کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔

یہ باتیں یاد رکھو کہ بچوں کو کسی بات سے نہ روکو۔ بجز ایسی صورتوں کے کہ جب وہ سرول کو یا اپنے آپ کو نقصان پہنچانا چاہیں

غذا یہ بات طبی طور پر ثابت ہے کہ بچہ کو جس زمانہ میں وہ پڑھتا ہے۔ ایسی غذا کی جس سے نمو کو ترقی ہو۔ بہ نسبت اس بڑے آدمی کے جس کے نمو کا زمانہ گزر چکا ہے زیادہ ضرورت ہے۔ اس لئے محض چاول اس کی غذا کے لئے کافی نہیں ہیں۔ ایسا اناج جس میں نشاستہ زیادہ مثلاً گندم۔ نخود۔ ماش وغیرہ وغیرہ بچہ کی روزانہ غذا کا حصہ ہونا چاہئیے یہ ضروری نہیں ہے کہ غذا زیادہ قیمتی ہو لیکن ایسی ضرور ہو جس سے بچہ کا ڈیل بڑھے اور اس میں قوت پیدا ہو۔ دال دودھ دہی بھی کھلانا چاہئیے۔

ورزش اس کے متعلق چند اصولوں کا سمجھ لینا ضروری ہے

(۱) بچوں کی تندرستی کیلئے ورزش لازمی چیز ہے

(۲) ایسی ورزش جس کو بچے اپنی مرضی سے بے کہے اختیار کریں۔ بہتر ہے جس قدر خود اپنی مرضی سے اختیار کریں اسی قدر بہتر ہے۔

(۳) یہ ورزش جس قدر زیادہ خوش کرنے والی ہو اسی قدر بہتر ہے۔

(۴) جس قدر مقتضائے قدرت یہ ورزش ہو اسی قدر زیادہ مفید ہے۔

اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ محض جمناسٹک کی ورزشیں اس قدر اچھی نہیں ہیں۔ جیسا کہ بالعموم ان کی نسبت خیال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ان میں بعض حالت میں اعضا کو خلاف قدرت عمل میں لانا پڑتا ہے۔

ورزش آسمان کے نیچے جہاں ہوا صاف ہو کرنی چاہئیے۔ یہ قید نہیں ہونی چاہئیے کہ چھت کے نیچے یا گھر کے صحن میں ہو۔ ہوا ایسی صاف ہونی چاہئیے جیسے کسی صاف ستھرے میدان کی یا سمندر کے کنارے کی ہوتی ہے۔

ورزش تھکنے سے پہلے چھوڑ دینی چاہئیے ورزش کے بعد ہی فوراً بچے کو کھانا

نہیں دینا چاہیے اور نہ نہانے دینا چاہیے۔

لڑکیوں کے لیے بھی لڑکوں کی طرح ورزش ضروری ہے۔ ہندوستانی معاشرت میں اس بات پر کافی غور نہیں کیا گیا۔ جن لڑکیوں نے بچپن میں ورزش کی ہے۔ جوان ہوکر بیاہ کے بعد وضع حمل میں اُن کو آسانی ہوتی ہے برعکس اس کے جنہوں نے لڑکپن میں بالکل ورزش نہیں کی ہے یا بہت کم کی ہے۔ وہ جوان ہوکر نحیف اور ناتواں ہوتی ہیں اور وضع حمل میں یا تو سخت اذیت پہنچتی ہے یا جان ہی کو خطرہ پیدا ہوجاتا ہے

بچے قدرتی طور پر کھیل کود کر، بھاگ دوڑ کر ورزش کر لیتے ہیں۔ قدرت ہی نے ان کے حفظ صحت اور نمو کے لئے یہ مادہ اُن میں رکھا ہے۔ پس اس قسم کے اچھلنے کودنے بھاگنے اور دوڑنے سے ان کو روکنا بڑی غلطی ہے۔ بلکہ بجائے روکنے کے ان کو اس کا ہمیشہ موقع دینا چاہیے۔

گھروں سے باہر کھیلنے کے بہت سے ہندوستانی کھیل ہیں جن کو کھیل کر لڑکے اور لڑکیوں کی بخوبی ورزش ہو جاتی ہے۔ ان کھیلوں کو اس خیال سے کہ وہ پرانے طریقے کے ہیں جو اب وضع کے خلاف معلوم ہوتے ہیں ہرگز نہ چھوڑنا چاہیے۔ وہ ہندوستانی بچوں کے مناسب حال ہیں۔ اور بچوں کو ان سے کافی خوشی اور ورزش میسر ہو جاتی ہے۔ بلکہ ان کھیلوں کی جگہ دوسرے کھیل قائم کرنے مشکل ہیں بالخصوص جہاں مخلوق کی کثرت ہو

آسایش

کپڑے ڈھیلے ڈھالے ہونے چاہئیں۔ تاکہ اعضائے جسمانی کو اپنی حرکتوں میں کوئی چیز مانع نہ ہو۔ بالخصوص ہاتھ اور پاؤں کو اپنی حرکتوں میں بالکل آزادی رہے۔ بچہ جس کو حرکت کرنے سے کسی وقت جاگنے کی حالت میں سکون نہیں ہے۔ اس کے کپڑے ایسے نہ ہونے چاہئیں کہ وہ کسی طرح اس کو حرکت سے روک دیں کسی کپڑے کا کوئی حصہ بھی ایسا تنگ و چست نہ ہونا چاہیے کہ بچہ کے دوران خون میں یا اس کے سینہ اور شکم کی قدرتی جنبشوں میں حارج ہو کسی حالت

میں کپڑا بدن پر کہیں ایسا کسا نہ جائے۔ کہ اس کا نشان جسم پر پڑ جائے۔ اس قسم کے نشان اکثر لڑکوں کی کمر پر دھوتی کی بندش سے۔ یا لڑکیوں کے سینہ پر سینہ بند کو کس کر باندھنے سے پڑ جاتے ہیں۔ جو ان عورتیں سینہ بند بھی اکثر تنگ بنا کر پہنتی ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سینے کو پھیلنے میں رکاوٹ ہوتی ہے جس کی وجہ سے سینہ کی چوڑائی کم رہ جاتی ہے۔ اور تندرستی خراب ہو جاتی ہے۔

بچھونا (اور رات کو پہن کر سونے کے لئے کپڑے) ان کے لئے بھی وہی باتیں ضروری ہیں۔ جو اوپر بیان ہوئیں۔ بچھونا یا رات کے اترے ہوئے کپڑے جنہیں پھر پہننا ہے۔ دن میں لپیٹ کر نہ رکھنا چاہیئے۔ بلکہ ان کو دھوپ اور ہوا میں پھیلا دینا چاہیئے۔ تاکہ جو بو باس ان میں ہو نکل جائے۔

یہ نہایت سخت غلطی ہے کہ بچوں کا منہ سوتے میں ڈھک دیا جائے کیونکہ اس میں وہ ہوا جو سانس سے باہر آئی ہے وہ چہرے کے قریب ہی رہتی ہے اور جو ہوا سانس سے باہر آئی ہے پھر اس میں سانس لینا تندرستی کیلئے نہایت مضر ہے۔

بچوں کی تعلیم و تربیت

بچہ اپنے نشو و نما کے وقت مختلف دوروں سے گزرتا ہے اس کی مثال انسان کی سی ہے۔ جو بالکل ابتدائی حالت سے ترقی کر کے اس کمال کے مرتبہ کو پہنچ گیا ہے۔ یہ نظریہ جرمنی کے ایک پروفیسر زبلر نے پیش کیا ہے۔ آپ جس زمانہ میں لایک یونیورسٹی میں فلسفہ کے پروفیسر تھے۔ اس وقت آپ نے اس مسئلہ پر غور کیا اور محسوس کیا کہ بچوں کی تعلیم و تربیت پر اس کا زبردست اور مفید اثر پڑے گا۔

نظریہ جس بنیاد پر قائم کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ بچوں کے نشو و نما کے مختلف دوروں میں ان کی طبیعت و فطرت کا گہرا مطالعہ کیا جائے۔ اور اس کو انسانی تاریخ

کے مختلف زاویوں سے تطبیق دی جائے۔ بچہ اپنی ابتدائی زندگی میں کھیل کود اچھل کود
کی جانب راغب ہوتا ہے۔ دوسروں کی تقلید کا جذبہ بھی اسی وقت پیدا ہوتا ہے۔ وہ
بعض چیزوں پر قبضہ بھی کرنا چاہتا ہے اس لئے کہ اسے ان سے انس ہو جاتا ہے شوخ
اچھے رنگ اسے بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ وہ بڑی اور سخت آوازوں سے گھبراتا ہے۔
بادل کی گرج۔ بجلی کی کڑک اور چمک سے اس کے دل میں دہشت پیدا ہوتی ہے۔ خیالی
کہانیوں اور جھوٹے سچے قصوں کی صداقت پر اسے اعتقاد ہو جاتا ہے۔ اس کا وہم اور تخیل
مکان کے ہر گوشہ میں اس کے سامنے رحمت کے فرشتے یا شیطان کی تصویر کھینچ دیتا ہے پھر
ایک زمانہ ایسا آتا ہے کہ سیر و شکار، نیزہ بازی اور دوڑ دھوپ کی طرف میلان ہوتا ہے۔
اپنے ہی بھائیوں اور ہمجنسوں سے جنگ و جدل کی ٹھیراتا ہے۔ رحم و انسانیت کا مفہوم تک
سمجھنے سے قاصر ہوتا ہے۔ ضعیف الاحساس ارادہ کا کمزور۔ خواہشات کا غلام جس طرف
طبیعت کا میلان ہوتا ہے اس طرف جھک پڑتا ہے۔ پھر ذرا کچھ اور ترقی ہوتی ہے تو سیر
و تفریح کی سوجھتی ہے اور بلا کسی مقصد کے جنگلوں اور کھیتوں میں مارا مارا پھرتا ہے درختوں
اور دریاؤں کو دلچسپی کی نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ ایسی ایسی حرکتیں کرتا ہے۔ جن سے
شجاعت و تہور کا پتہ چلتا ہے۔ اس کے دل میں مشاہیر کی عظمت اور احترام کا جذبہ اور
ان کے قدم بقدم چلنے کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ چیزوں کو جمع کرنے کی رغبت ہوتی
ہے اور یہ حالت بالکل اس نیم متمدن انسان کے مماثل ہے جو کھیتوں، چراگاہوں اور
مقامات کی تلاش میں جہاں غلہ پیدا ہوتا ہے اور رزق کا سامان مہیا ہو سکتا ہے جس طرف
کو منہ اٹھتا ہے چل دیتا ہے۔

پھر ہیجان شباب کا زمانہ آتا ہے اس وقت گویا وہ عملی زندگی میں داخل
ہوتا ہے۔ اب وہ ایسے کھیلوں کی جانب مائل ہوتا ہے جن میں امداد و اعانت کی ضرورت
ہوتی ہے۔ غور و فکر کی عادت میں ترقی ہوتی ہے دنیا کی بہت سی حقیقتوں سے واقفیت
ہو جاتی ہے۔ مذہبی امور میں غور کرتا ہے دل میں خدا کا خوف اور ہیبت پیدا ہو جاتی ہے
اپنے فرائض کا احساس اور اجتماعی قوانین کا احترام کرنے لگتا ہے۔ سیاسی، اجتماعی،

اخلاقی زندگی کا مفہوم سمجھتا ہے۔ اب وہ اس متمدن انسان کی مانند ہے جس نے بادیہ پیمائی ترک کر کے مکانات میں رہنا اور معاشی امور میں ایک دوسرے کی مدد لینا شروع کر دی ہے اور دوسروں کے مصالح کا لحاظ کرنے لگا ہے۔ غرضیکہ تہذیبی حد تک (۴) میں تمدن آگیا ہے۔

علماء نے اس نظریہ کو بہت اہمیت کی نظر سے دیکھا ہے۔ بہت کچھ بحث و تمحیص کی گئی ہے۔ افرادی اور قومی زندگی کی تطبیق کو باعث نظر دیکھا گیا ہے۔ بہت غور و خوض و تنقید کے بعد ان کی صحت کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔ مختصر طور پر بچہ کی زندگی کے تین دور قائم کئے جا سکتے ہیں۔

(۱) جبکہ فطری خواہشات، وجدانی اور حیوانی قوت کا غلبہ، نقل و حرکت اور اوہام پر اعتقاد اور دوسروں کی تقلید کا شوق ہوتا ہے (۲) اپنے ماحول سے آگاہ ہونا، خارجی اشیاء کا غور و فکر کی نظر سے دیکھنا۔ ملکیت اور تکوین کی جانب میلان (۳) غور و تامل اور ذہنیت کا زمانہ اس وقت ایسی باتوں اور ایسی چیزوں کی جانب میلان ہوتا ہے جن سے تعلق عمل ہو۔ اجتماعی زندگی سے واقفیت وغیرہ۔

مادری زبان کی تعلیم

جب بچہ اپنی مادری زبان اچھی طرح بولنا سیکھ لے تو والدین یا استاد کی توجہ اس کو کتاب پڑھانے کی طرف ہونا واجب ہے۔ جبکہ پانچ برس کی عمر سے پہلے کبھی بھول کر بھی نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ اگر پانچ برس سے زائد ہو جائے تو بہتر ہے کتاب پڑھانے میں حسب ذیل باتوں کی طرف استاد کی توجہ نہایت ضروری ہے۔

(۱) کتاب کے حروف نہایت خوشنما موٹے لکھے ہوئے ہوں۔ کبھی بھی ... بھی بچوں کے سامنے باریک حروف والی کتاب پیش نہ کی جائے۔ ورنہ ان کی آنکھوں سے ہاتھ دھونا پڑیگا۔

(۲) کتاب بچے کی نظر سے ایک فٹ کی دوری پر ... اور ... استاد کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بہت سے بچوں کی نگاہ ... ہو جاتی ہے۔

اور مجبوراً عینک لگانی پڑتی ہے۔ ذرا سی توجہ سے والدین اور استاد اس آنیوالی مصیبت سے بچوں کو بچا سکتے ہیں۔ میں نے خود ایک مرتبہ اپنے چھ برس کے بچے کو مکتب میں کتاب قریب کرکے پڑھتے ہوئے دیکھا سخت تنبیہ اور تاکید کے بعد اس کی یہ خراب عادت چھڑائی۔ دریافت کرنے اور دیکھنے سے پتا چلا کہ استاد بوجہ کم چشم ہونے کے خود کتاب نہایت نزدیک کرکے پڑھا کرتے تھے۔ جس کی نقل اتارنے کی کوشش بچے نے کی۔ کیونکہ نقل اتارنے کی عادت بچوں میں قدرتی ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری فرض والدین اور استاد کا ہے کہ اپنی خراب عادتیں بچوں میں نہ آنے دیں جو کہ ان کی تعلیم کی طرف کافی توجہ رکھنے سے ہو سکتا ہے۔

(۱۳) پڑھانے میں سب سے ضروری خیال اس بات کا رکھا جائے کہ زیادہ سبق کبھی نہ دے۔ جتنا بچے خود کھیل کود کر یاد کر سکیں۔ استاد اتنا سبق دیوے۔ اور **یہ سنہری قاعدہ ہمیشہ** دھیان میں رکھے۔

میں نے خود اس کا تجربہ کیا ہے اور میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جو والدین اپنے بچوں کو ان کی لیاقت سے زیادہ پڑھاتے یا پڑھواتے ہیں۔ یا لیاقت سے زیادہ اونچے درجوں میں بھرتی کرانا چاہتے ہیں وہ خود ان کی جڑ کلہاڑی سے کاٹ رہے ہیں۔ کیونکہ یہ امر مسلمہ ہے کہ جب بچے کی استعداد سے زیادہ سبق دیا جائے گا وہ پڑھنے سے جان چرائے گا۔ اور یاد نہ ہونے کی وجہ سے استاد اور دیگر ساتھیوں کی نظروں میں نکما شمار کیا جائے گا جس سے اس کی ہمت گرتی جائے گی۔ یہاں تک کہ وہ کسی کام کا نہ رہے گا۔ اس لئے نہایت عاجزی سے میری درخواست والدین اور استادوں سے ہے کہ وہ اس بات کا بخوبی دھیان رکھیں۔

پڑھانے میں اس اصول کو ہمیشہ خیال میں رکھو کہ جاننے والی چیز سے انجان چیز کا تصور کرایا جاوے۔ مثلاً زبان اردو کے حروف تہجی پڑھنا۔ مقصود ہے تو انڈے کی تصویر یا اصلی انڈا دکھا کر الف کا تصور دلانا۔ بط کی تصویر یا اصلی بط دکھا کر ب کا تصور دلانا وغیرہ وغیرہ واجب ہے۔ اس طرح رفتہ رفتہ سب

حروف ہجی یا د ہو جائیں گے۔ اسی طرح مشکل الفاظ کے معنی نہایت آسان طریقے سے سمجھائے جائیں۔

جب سب حروف خوب ذہن نشین ہو جائیں۔ تب لکھنا شروع کیا جائے لکھانے میں اس بات کا خیال ضروری رکھنا واجب ہے کہ قلم بہت موٹا ہو اور تختی پر لکھا جائے۔ تختی پختہ سیاہ رنگ کی ہو اور اس پر سفید کھریا کو بھگو کر قلم سے لکھا جائے۔ روشنائی سے سفید تختی پر لکھنے سے بچے اپنے کپڑے اور جسم سیاہ کر لیتے ہیں۔

سب سے پہلے وہ حروف لکھوائے جائیں جو لکھنے میں آسان ہوں قلم پکڑنا بیٹھنا۔ دوات رکھنا۔ تختی کا پکڑنا وغیرہ سب اوستاد بتلا دے۔ سمجھا دے اور پھر خود دیکھے کہ بچے اس کی ہدایت پر کام کرتے ہیں یا نہیں غلطی درست کرنے میں غصے کو ہرگز کام میں نہ لائے۔

جب اس طرح مادری زبان خوب اچھی طرح سے آجاوے تو کوئی دیگر زبان ہو تو اس کے سیکھنے میں نہایت آسانی ہوگی۔

بچوں کو سزا بے اختیار غصہ کا اظہار ایک کمزوری ہے۔ جس کا اظہار شور و غل کی صورت میں ہوتا ہے۔ لیکن اخلاقی غصہ جو قابو میں رکھا جائے ویسا ہی پُر زور ہے جیسا کہ ایک بندوق جو چلنے کے واسطے بھری گئی ہو اور بندوق کی طرح سے اپنی طرف سے متوجہ کرتا ہے۔ اور ادب کے ساتھ اس کا خوف ہوتا ہے نہایت ضروری ہے کہ سزا ملنے سے پیشتر بچہ پوری طرح سے سمجھے کہ یہ سزا بدلہ لینے کی غرض سے یا غصہ کی وجہ سے نہیں دی گئی ہے۔ بلکہ وہ بادل نخواستہ ہے۔ اور اس بات کا افسوس ہے کہ اس کو اپنی غلط کاری کی وجہ سے تکلیف اٹھانی پڑی۔ اور سزا کا مقصد خطا کاری کا لازمی نتیجہ سزا ہے۔ ہر قانون کی خلاف ورزی کی پاداش بھگتنی ہوگی۔ وہ قانون جسمانی ہو یا اخلاقی یا دماغی۔ اگر کوئی فعل تین بار کرنے دیا جائے اور چوتھی بار اس سے روکا جائے۔ اس سے بچہ کے دل میں انصاف کا خیال

ضرورت پیش آتی ہے ۔ مگر وہ ۔ ادب سے ان سے پیش آئیں گے ۔ ایسا نافرمانی اس کو جانا معلوم ہو گی ۔

بچے کو ... قابل تعریف نہیں ہے ۔ اور اس پر انعام کا تو کوئی موقعہ ہی نہیں ہے ۔ اپنے موقعہ پر بچے کو یہ کہنا کافی ہے کہ تم نے ٹھیک کیا ۔ مثلاً سچ بولنے یا ایک گم شدہ چیز کو اس کے مالک کی تلاش پر انعام دینا اس بات ... کی بے قدری کرنا ہے ۔ جو نیک کام کرنے سے بچے کو ہوتی جب نیک اطوار کی اس کی بے جا تعریف کرکے سکھائی جاتی ہے ۔ ... بے جا تعریف سے بچہ مغرور ہو جاتا ہے ۔ برخلاف اس کے ایک عمر کے بچے کو اس بات سے کہ وہ ... شکستہ نہ ہونے کا موقع ... جن میں کوشش کرنی پڑتی ہے ... والدین کو ... کی قسم کے ذریعے کرنا چاہیے ۔

فرض کرو کہ ایک بچے سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنے کھلونوں کو سونے کے وقت اٹھا کر رکھ دیا کرے ۔ ورنہ وہ اس سے لے لئے جائیں گے ۔ مگر وہ ان کو فرش پر بکھرا ہوا چھوڑ دیتا ہے ۔ ایسے نتیجے اس کے کھلونے لے لئے جاتے ہیں ۔ اور جب وہ کھلونے کے نہ ہونے سے تکلیف محسوس کرکے رات کو سوتے وقت اپنی ہر چیز مثل کنگھی ، تولیا ، کپڑے وغیرہ کو تہ کرکے رکھ دے تو آئندہ دن اس کو اس کے کھلونے واپس دے دیئے جائیں ۔

اگر ہم اپنے بچوں کو ان کی غلط کاری کے نتائج نہ بھگتنے دیں ، تو ضبط نفس اور حکومت ذاتی سکھانے کے سب سے بڑے ذریعے سے ہم ان کو محروم کرتے ہیں ۔

سزا دینے میں زیادہ دیر نہ کرنی چاہیے ابھی قصور کی یاد تازہ ہو کہ قصور کی سزا مل جائے ۔ مگر سزا دینے میں اس قدر جلدی بھی نہ کرنی چاہیے کہ سزا دینے میں والدین کے غصے اور چڑچڑے پن کا اظہار ہو ۔ اگر سزا دینے میں دوسرے دن کا انتظار کیا جائے تو پھر اس بچے کو کون سزا دے سکتا ہے ۔ جو اپنے پہلے دن کے قصور کو بھول گیا ہے ۔ اور مسکراتا ہوا خوش خوش صبح کے وقت ماں باپ کے پاس آتا ہے کہ وہ اس کو پیار کریں ۔

سزا بھی قصور کے مطابق ہونی چاہیے ۔ نہ بہت سخت ہو نہ بہت خفیف اگر پچھلی نسلوں نے سختی کے باب میں افراط کی تو اب نرمی میں تفریط ہے اور بچوں اور نوجوانوں

کو اُن کی مرضی پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ کہ جو چاہیں کریں۔ بعض اوقات والدین میں سے ایک سزا کا کام دوسرے پر چھوڑ دیتا ہے۔ اور اکثر اوقات یہ بار ماں کو اٹھانا پڑتا ہے کیونکہ باپ اپنے کاروبار کی وجہ سے بہت تھوڑی دیر بچوں کے پاس رہتا ہے۔

اہی ہیریسن صاحب کہتے ہیں کہ ایک بچہ بہت جلد محسوس کر لیتا ہے کہ بکھرے ہوئے کھلونوں کو اکٹھا کرنا چاہئیے۔ خراب کئے ہوئے کپڑوں کو بدلنا چاہئیے۔ دیر کرنے کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ موقعہ ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ اگر وہ روپیہ کو بیوقوفی سے خرچ کر دیگا۔ تو والدین اس کو پھر روپیہ نہیں دیں گے۔ اگر وہ اپنے چھوٹے بھائی بہنوں کو دق کریگا تو پھر وہ اس کے ساتھ نہ کھیلیں گے۔ اگر وہ ضد کریگا تو ماں اسکی طرف توجہ نہ کرے گی۔

جب ان خفیف لغزشوں میں فعل کے مطابق سزا دی جائے تو بچہ بہت جلد محسوس کرے گا کہ جھوٹ بولنے سے وہ بے وقعت ہو جاتا ہے

ناجائز فائدہ سے دل خوش نہیں ہوتا۔ تصنع سے آدمی تنگ آ جاتا ہے حسد کرنے سے خود انسان کو تکلیف ہوتی ہے۔ خود غرض آدمی کا کوئی دوست نہیں ہوتا۔ اس کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ جائز فائدہ سے آدمی کا دل خوش ہوتا ہے۔ ایماندار آدمی کی وقعت ہوتی ہے۔ ہمدرد انسان سے ہر شخص محبت کرتا ہے۔ حسد نہ کرنے والے کو وہ چیز حاصل ہو جاتی ہے جو قابل حسد تھی۔ اور بے غرض آدمی کا دل ہمیشہ خوش رہتا ہے۔

کمسن بچوں کا پروگرام

بچوں کی مادی جذباتی۔ ذہنی اور روحانی فطرت میں اچھی اچھی باتیں پیدا کرنے اور بری باتیں دور کرنے کے لئے اُستادوں معلموں کو حسب ذیل طریقے اختیار کرنا چاہئیں۔

(۱) مادی ترقی کے لئے گردوپیش کی چیزیں ہمیشہ ایسی ہونی چاہئیں جن سے
قدرت پرستی کا شوق پیدا ہو۔ ساز و سامان، کھیل، کتابیں اور تصویریں جہاں تک ممکن
ہو ہندوستانی اور ہندوستانی طرز کی ہونی چاہئیں۔ غیر ملکوں کی چیزیں بارہ سال
کی عمر کے بعد بتدریج معلومات کے اضافہ کے لئے مہیا کرنی چاہئیں۔

(۳) بچوں کے جذبات کو ترقی دینے میں تصویر۔ کھلونے۔ ورزش کے کھیل
باغ۔ بڑوں چھوٹوں کو سلام کرنا، گھر کے کام کاج میں مدد دینا، یہ سب باتیں امداد دیتی ہیں

(۴) دو سال کی عمر تک بچے کو کسی خاص ماحول کی ضرورت نہیں ہوتی۔
کیونکہ اس زمانہ میں وہ زیادہ تر اپنی ماں کے ساتھ رہتا ہے۔ دو سال سے چھ سال
کی عمر تک بچوں کے لئے علیحدہ ایک یا دو کمرے ایسے کر دینے چاہئیں۔ جن میں عزیز و
اقارب اور مشاہیر کی بڑی بڑی تصویریں ہوں۔ جانوروں اور پرندوں کی تصویریں
ہوں۔ جن کے نیچے موٹے حروف میں ان کے نام لکھے ہوں۔ مختلف چیزوں کے
نمونے بطور کھلونوں کے ہوں۔ تصویر کشی کا سامان ہو۔ مٹی کے کھلونے بنانے کا
سامان ہو۔ سادہ کاغذ، سلیٹ اور وصلی ہو۔ جن پر بچے تصویر بنا سکیں۔ پتنگ گولیاں
گیندیں وغیرہ کھیلنے کے لئے ہوں۔ بچوں کو دن بھر میں چار یا پانچ مرتبہ سادہ غذا تین تین
گھنٹے کے وقفہ سے دینی چاہئے۔ ان اوقات کے علاوہ کسی وقت نہ بچوں کو کچھ دینا چاہئے
نہ ان کے سامنے کوئی ایسی چیز لانی چاہئے جس کی طرف ان کی توجہ منعطف ہو۔

بچوں کو سورج نکلتے ہی جاگ اٹھنا چاہئے۔ اول ڈیڑھ گھنٹے میں رفع حاجت
منہ ہاتھ دھونا۔ دانت مانجھنا۔ بزرگوں کو سلام کرنا۔ نماز پڑھنا۔ عبادت کرنا، یہ سب
کام ہو جانے چاہئیں۔ اس کے بعد دو گھنٹے ان کو کھیلنا چاہئے۔ پھر ڈیڑھ گھنٹے
غسل اور کھانا کھانے میں صرف کرنا چاہئے۔ پھر ایک کھیلنا اور ایک گھنٹہ سونا
دو گھنٹہ باہر نکل کر کھیلنا کودنا۔ ایک گھنٹہ کھانا کھانا اور ماں سے بات چیت
کرنا۔ ایک گھنٹہ باہر جا کر ہوا کھانا۔ ایک گھنٹہ دعا یاد کرنا۔ قومی گیت گانا۔ پہاڑے
یاد کرنا۔ آدھ گھنٹے غسل، دو گھنٹے کھانا کھانا۔ اور مشاہیر کے قصے سننا۔ اور ۹ گھنٹے

سونا چاہئے۔

(۲) چھ سے بارہ سال کی عمر کے بچوں کے لئے رہنے کو ایک علیحدہ کمرہ ایسا دینا چاہئے جس میں سامان آرائش جہاں تک ممکن ہو۔ نہایت کم ہو۔ اور اس میں پالتو بلیاں یا جانور ہوں تو اور بھی اچھا ہے۔ اس عمر کے لئے انضباط اوقات یہ ہونا چاہئے:۔

سورج نکلنے سے آدھ گھنٹہ پہلے اُٹھنا۔

ضروریات اور غسل و نماز اور ایک پیالی دودھ کا ناشتہ	ایک گھنٹہ
مدرسہ جس میں آدھ گھنٹے کی چھٹی بھی ہو۔	ڈھائی گھنٹے
کھانا اور گھر کا کام کاج جو ہو سکے۔	دو گھنٹے
گھر کے اندر کھیل	ایک گھنٹے
مدرسہ جس میں آدھ گھنٹے کی چھٹی بھی ہو	ڈھائی گھنٹے
دوپہر کا کھانا اور باہر نکل کر کھیلنا	ڈھائی گھنٹے
غسل۔ نماز۔ پوجا۔ بھجن	ایک گھنٹے
کھانا اور قصے کہانیاں	دو گھنٹے
سونا۔	۹½ گھنٹے

(۳) بارہ سے سولہ سال کی عمر تک کے لئے ایک کمرہ بچے کے لئے بالکل علیحدہ کر دینا چاہئے جس کے گرد برآمدہ اور پائیں باغ بھی ہو۔ اس کمرہ کی آرائش سامان اور تصاویر سے حسب پسند بچے کے کرنا چاہئے۔ اس میں کتابوں کا ایسا ذخیرہ ہونا چاہئے جن کو بچہ پڑھا کرے۔ بچے کے پہننے کے کپڑے بھی اسی میں رکھنا چاہئیں۔ اس عمر کے لئے انضباط اوقات یہ ہو سکتا ہے۔

سو کر اٹھنا۔ سورج نکلنے سے تین چوتھائی گھنٹے سے پہلے

ضروریات اور نماز وغیرہ اور ناشتہ	ایک گھنٹے
پڑھنا لکھنا	دو گھنٹے

کھانا اور گھر کا کام کاج	ڈیڑھ گھنٹے
پڑھنا یا مدرسہ جانا	دو گھنٹے
دوپہر کا کھانا اور آرام	ایک گھنٹے
پڑھنا یا مدرسہ جانا	دو گھنٹے
باہر نکلکر کھیلنا کودنا	دو گھنٹے
گھر کے بچوں سے باتیں کرنا	ایک گھنٹے
کھانا اور گھر کا کام کاج	ڈیڑھ گھنٹے
بزرگوں کو مذہبی کتابیں یا قومی نظمیں سنانا	ڈیڑھ گھنٹے
	۸ ½ گھنٹے

بچوں کو بلا اشد ضرورت دایہ عورتوں کے حوالہ نہ کرنا چاہئے۔ بچوں کو اور بچوں کی ماں کو ہمیشہ صاف ستھرا رہنا لازم ہے۔ بچوں کے سامنے ہمیشہ محبت کی گفتگو کرنا چاہیئے۔ بچوں کے کھیلنے میں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ چوٹ نہ کھائیں۔ مگر اس خیال سے ان کو کھیلنے سے روکنا نہ چاہئے۔ بچوں کو مشاہدہ کرنے کی عادت ڈلوانی چاہیئے۔ اور جس قدر سوال وہ کریں ان کے معقول جواب ان کو دینے چاہئیں۔ بچوں کو آسان کھیل ہی کھیل میں نظمیں یاد کرانی چاہئیں۔ اس سے ان کی نقل کرنے کی قوت بڑھے گی۔ ناچنا گانا۔ اور رسومات مذہبی کا ادا کرنا بھی اسی وجہ سے نافع ہے۔ بچوں کو ہمیشہ باقاعدہ ورزش کرنا چاہئے جس سے تمام اعضائے جسمانی کو مناسب طور سے فائدہ پہنچے۔ بچوں کو غذا سادہ اور مفید اور اوقات مقررہ پر دینی چاہئے۔ بچوں کو باہر نکلکر کھیلنے کی تاکید رکھنی چاہئے۔ بچوں کو غسل روزانہ اور ٹھنڈے پانی سے کرانا چاہئے۔ بچوں کے کپڑے ڈھیلے مگر خوبصورت ہونے چاہئیں۔

حصہ دوم تمام شد

اس کتاب کا حصہ اول "جنس لطیف" ضرور ملاحظہ کیجئے مفصل اشتہار ملاحظہ ہو

دلچسپ اور مفید کتابیں

لیلائے نجد

حسن کی سحر آرائیاں جہاں پیرس
کے ہوٹلوں میں کرشمہ ساز ہیں وہاں
صحرائے لق و دق میں بھی اپنی سحر آرائیوں سے
نہیں چوکتیں۔ لیلائے نجد نہیں عامری کی
نہیں سلطان نجد النجی تباہ کی دربار ہے۔ ابن سعود
نے جو مظالم طائف و مکہ میں کئے
... حالی ... حج
جہاں یہ کتاب زہرہ شکن حالات
کا مجموعہ ہے ... ظلم و تعدی
کی بھی داستان گو ہے
قیمت ...

یا ہمدرد شباب

نوجوانوں کی رہبر کامل
اندیشوں سے ... مردانگی قوت
کی بربادی ... کی تدبیر
... صورتیں
یہ بہترین نسخے۔ قیمت ...

عجائب لطیف

ہندستانی ...

پانچسو صدری مجربہ نسخے

۵۰ سال کی ...
... تجربہ
... نسخے ...
... قیمت

اتالیق مضمون نگاری

یقین کیجیے اس کے مطالعہ سے دو ہفتہ
کے اندر آپ کی تحریر و تقریر میں حیرت انگیز کشش
پیدا ہو جاتی ہے کی اتالیق مضمون نگاری اردو
زبان میں اپنے رنگ اور اپنی قسم کی بے نظیر بے مثل
اور عجیب و غریب کتاب ہے اس کتاب
اچھوتے مضامین نیا رنگ نئی
شان اور بیش قدر خیالات
ہیں

حاذق حکما

کے بہترین مجربات نسخے
مطالعہ تجربات سرعت انزال
یا اسکے مریضوں کے لئے اکسیر ثابت
ہے۔ دلچسپ ... کے علاوہ
مزاجوں کے لئے آبحیات
بہترین ... اور یورپ کی ...
ادویات کا نایاب خزانہ ہے۔
قیمت ۸

عروس کابل

افغانستان کی ...
مملکت افغانستان کی داستان
تاریخ شاہ و ملکہ
محبت ... قیمت ...

یورپ سفر نامہ

شاہ امان اللہ خان ...
مستند اور دلچسپ
... یورپ ... کے حالات

ملنے کا پتہ ... کوچہ چیلان دہلی

علم و ادب کی دنیا میں انقلاب پیدا کرنیوالا ماہوار رسالہ نئی روشنی

نئی روشنی میں از اول تا آخر نہایت دلچسپ دلکش اور دلنواز مضامین درج ہوتے ہیں۔

نئی روشنی میں اعلیٰ درجہ کے عربی تراجم بلند پایہ مضامین اور نہایت دلچسپ افسانے شائع ہوتے ہیں۔

نئی روشنی اسلامی معارف کا آئینہ ادبی دلچسپیوں کا مجموعہ اور تاریخی معلومات کا خزانہ ہے۔

نئی روشنی کا ہر مضمون اپنے اندر انقلاب برپا کرنے کی حیرت انگیز قوت رکھتا ہے۔

نئی روشنی میں اسلام کی صحیح تصویر پیش کیجاتی ہے اور قدامت پسندوں کی غلطیوں پر عالمانہ نکتہ چینی کیجاتی ہے

نئی روشنی اس لئے جاری کیا گیا کہ خفتہ مسلمانوں کو بیدار کر دے۔ جبکہ روشنی کے نوجوانوں کو اسلام کی حقیقت سمجھائے اور جنت دوزخ کے ٹھیکہ داروں کے حال وقال پر روشنی ڈالکر اسلام کی حفاظت کا فرض ادا کرے۔

نئی روشنی میں وہ تمام ادبی اور تفریحی دلچسپیاں موجود ہیں جو ایک ترقی یافتہ رسالہ میں ہونی چاہئیں۔

نئی روشنی کے تمام مضمون نگار اعلیٰ درجہ کے روشن خیال حامی اسلام عظیم المرتبت ادیب لازوال شہرت کے مالک ہیں

نئی روشنی موجودہ زمانہ کے اسلام سے بیخبر نئی روشنی کے مسلمانوں کو اعلیٰ درجہ کا حامی اسلام بنائیگا۔

نئی روشنی ان تمام خرافات کو مٹانے کی کوشش کریگا جو بیوقوف مدعیان رشد و ہدایت نے خواہ مخواہ اسلام کا نام لیکر دنیا میں پھیلا[illegible]

نئی روشنی ہر مہینے ایک نمبر شائع کر رہا ہے

نمونہ مفت طلب کیجئے سالانہ قیمت ... ششماہی ... امر اسنے ... نمبر ...

خانۂ خدا میں شیر خدا قتل

مشکلات

تصویر عروس